95

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،3۔جنوری2011

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ خزانہ)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

توجہ دلاؤنوٹس

سرکاری کارروائی

آبپاشی پر عام بحث جاری رہے گی اوراس کا اختتام کیا جائے گا۔

97

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

سوموار،3۔جنوری2011

(یوم الاثنین،27۔ محرم الحرام1432ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 4 بج کر 27 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ ۖ سُنَّةَ اللَّهِ
فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا
مَّقْدُورًا ﴿٣٨﴾ الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ
وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ﴿٣٩﴾ مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ
أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَـٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٤٠﴾

سُوْرَةُ الأحزَاب آیات38تا40

پیغمبر پر اس کام میں کچھ تنگی نہیں جو اللہ نے ان کے لئے مقرر کر دیا۔اور جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں ان میں بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے اور اللہ کا حکم ٹھہر چکا ہے(38)اور جو اللہ کے پیغام (جوں کے توں) پہنچاتے اور اس سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور اللہ ہی حساب کرنے کو کافی ہے(39) محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں۔اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے(40)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

جا زندگی مدینے سے جھونکے ہوا کے لا
شاید حضور ﷺ ہم سے خفا ہیں منا کے لا
کچھ ہم بھی اپنا چہرہ باطن سنوار لیں
ابوبکر سے کچھ آئینے عشق و وفا کے لا
دُنیا بہت ہی تنگ مسلماں پہ ہو گئی
فاروق کے زمانے کے نقشے اُٹھا کے لا
مغرب میں مارا مارا نہ پھر اے گدائے علم
دروازہ علی سے یہ خیرات جا کے لا

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ خزانہ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے جوابات دیئے جائیں گے۔

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کو یاد ہونا چاہئے کہ سپیکر جب بول رہا ہو تو اس کو interrupt نہیں کرتے۔آپ کی مہربانی۔

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: جناب سپیکر!میری عرض سُن لیں۔

جناب سپیکر: جی۔

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: جناب سپیکر!یہ بہت important بات ہے۔

جناب سپیکر: کیا important ہے؟کوئی relevant بات کیجئے گا۔

پوائنٹ آف آرڈر

نئے سال میں ہونے والی مہنگائی پر ایوان میں بحث کروانے کا مطالبہ

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: It is relevant to the needs of the people of the Punjab. میں عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ یکم جنوری، تین دِن پہلے پاکستان پر طلوعِ آفتاب ہوا، نیا سال تھا لوگ سمجھ رہے تھے کہ لوگوں کو relief ملے گا لیکن میں آج آپ کے سامنے کچھ ایسے facts and figures لایا ہوں جن سے یہ عوام تنگ پڑ گئی ہے آپ حیران ہوں گے کہ جو پہلا تحفہ پاکستان کے عوام کو دیا گیا وہ پٹرول کی قیمت میں اضافہ تھا۔

جناب سپیکر: اچھا!میں سمجھ رہا تھا صوفہ کہہ رہے ہیں۔

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: جناب سپیکر!نہیں، یہ نہیں کہا۔پوری دنیا میں per barrel کی جو قیمت ہے وہ ڈیڑھ سال پہلے 148 ڈالر تھی اب 188 ڈالر ہے اور پٹرول کی قیمت جو ہے وہ -/56 روپے سے -/79 روپے کر دی گئی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ ہم ہر وقت یہاں پر عوام کے مسائل کی بات کرتے ہیں۔عوام اس مہنگائی کی وجہ سے چیخ رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس اسمبلی کی ذمہ داری ہے،اس ہاؤس کی ذمہ داری ہے کہ اس مہنگائی پر ایک عام بحث کا دِن رکھا جائے تاکہ جو پبلک کا اصل issue ہے جس کی وجہ سے پبلک باہر آ چکی ہے اس issue کو address کیا جائے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں کوئی قباحت نہیں۔

جناب سپیکر: جی، بات سُنیں ناں۔ آپ کیا کرتے ہیں، ایک دوسرے کی بات کاٹ رہے ہیں، یہ مناسب نہیں ہے۔

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: جناب سپیکر! I feel کہ یہ ہماری responsibility ہے ہم سب دو، دو لاکھ افراد کی نمائندگی کر رہے ہیں اور across the board تمام پارٹیاں یہ چاہتی ہیں کہ مہنگائی کے اس طوفان پر پنجاب اسمبلی discussion کرے۔ انہیں اور چیزوں سے کوئی غرض نہیں ہے یہ سب لوگوں کی demand ہے کہ یہ ہاؤس اس مہنگائی کے طوفان کو روکنے کے بارے میں کچھ کرے اور اس پر جو public representatives ہیں وہ اپنے تاثرات دیں اس سے زیادہ شاید کوئی بزنس important نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

I request you کہ آپ اس پر ٹائم رکھیں۔ میں آٹھ سال سے اس ہاؤس میں ہوں۔ میں نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ کبھی کوئی فضول بات نہ کروں لیکن اب یہ برداشت سے باہر ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی، میں نے اسی لئے آپ کو floor دیا تھا کہ آپ فضول بات نہیں کریں گے۔ آپ کی مہربانی۔

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: میری request ہے کہ پلیز! اس پر ٹائم دیا جائے اور عام بحث کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں ان کی بات کی تائید کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب کو بولنے دیں۔ میرے بھائی! مجھے ذرا پوچھنے تو دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو ڈاکٹر طاہر علی جاوید صاحب نے بات کی ہے یقیناً یہ انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے اور اس پر میں سمجھتا ہوں کہ اور بھی بہت سارے دوست بات کرنا چاہیں گے تو آج جونہی وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے اس کے بعد آج کوئی Privilege Motion نہیں ہے تو Adjournment Motion کے بعد سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب نے محکمہ آبپاشی پر بحث کو conclude کرنا ہے، میرا خیال ہے وہ زیادہ سے زیادہ پانچ یا دس منٹ میں conclude کر لیں گے تو اس کے بعد آج آپ ٹائم دیں اور پورے ہاؤس میں جو بھی معزز ممبر اس سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہے وہ بالکل اپنی بات کرے اور اس کے بعد جو ہاؤس کی sense ہو گی اس کو

Resolution کی صورت میں یا جیسے بھی ہاؤس مناسب سمجھے تو اس کے مطابق conclude کر دیا جائے گا۔

سوالات

(محکمہ خزانہ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: میرے خیال میں Question Hour کے بعد پہلے تو ان کی wind up speech ہو گی اس کے بعد اس پر جو صاحبان بحث کرنا چاہیں گے وہ اپنے اپنے نام ادھر لکھوا دیں پھر اس طریقے سے ہم چل پڑیں گے۔اب سوالات کی باری ہے۔ میاں شفیع محمد صاحب! سوال نمبر بولئے گا۔

میاں شفیع محمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 1160۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صنعتی وزرعی قرضہ جات پر 7 فیصد شرح مارک اپ کرنے کا مسئلہ

*1160: میاں شفیع محمد: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دی بنک آف پنجاب صنعتی قرضے 7 فیصد اور زرعی قرضے 11 فیصد شرح مارک اپ پر دیتا ہے؟

(ب) مذکورہ بنک صنعتی اور زرعی قرضہ جات کن شرائط پر فراہم کرتا ہے اور ان کی واپسی کا طریق کار کیا ہے؟

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو زرعی اور صنعتی قرضوں کے شرح مارک اپ میں تضاد کی وجوہات کیا ہیں کیا حکومت درج بالا دونوں مقاصد کے لئے فراہم کردہ قرضہ جات پر مارک اپ کی شرح سات فیصد کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ بنک آف پنجاب صنعتی قرضے سات فیصد اور زرعی قرضے گیارہ فیصد شرح مارک اپ پر دیتا ہے۔

(ب) جہاں تک زرعی قرضہ جات کی بات ہے تو اس میں دو قسم کے قرضہ جات ہیں:۔

I۔ زرعی ترقیاتی قرضہ جات

II۔ قرضہ جات برائے زرعی پیداوار

اس زمرے میں تاحال 24 سکیمیں موجود ہیں جن کی تفصیلات پمفلٹ کی صورت میں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں سٹیٹ بنک آف پاکستان کے پروڈینشل ریگولیشنز کے مطابق قرضہ جات کا اجرا کیا جارہا ہے۔جہاں تک صنعتی قرضہ جات کا تعلق ہے اس میں بنیادی طور پر پراجیکٹ کی فزیبلٹی اور وائبلٹی دیکھی جاتی ہے اور سٹیٹ بنک کے قواعد و ضوابط (پروڈینشل ریگولیشنز) کے مطابق قرضہ جات کی فراہمی کی جاتی ہے۔

(ج) اس زمرے میں یہ بات بیان کرنا لازم ہے کہ بنک ایک انٹرمیڈیری ہے اور جس شرح پر ڈیپازٹ کا حصول ہو گا۔ بنک اپنے انتظامی اخراجات کے بشمول قرضہ جات کے مارک اپ کا تعین کرے گا۔

سٹیٹ بنک آف پاکستان نے چند سال پہلے سرمائے کی خرید و فروخت کو ڈی ریگولیٹ کر کے KIBOR متعارف کروایا جس کی بنیاد پر شرح مارک اپ متعین کی جاتی ہے اور اس زمرے میں حکومت کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں شفیع محمد: جناب والا! میرا یہ ضمنی سوال ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ KIBOR کے مطابق ہم loan کی disbursement کرتے ہیں۔ اگر KIBOR کے علاوہ جس کو بنک KIBOR Plus کا نام دیتے ہیں اور اس کے مطابق شرح سود وصول کی جاتی ہے تو زرعی ترقیاتی قرضہ جات، زرعی قرضہ جات برائے پیداوار صنعتی قرضہ جات کی KIBOR Plus یا hidden charges کی تفصیل بیان فرما دی جائے۔ سوال یہ تھا کہ صنعتی اور زرعی قرضوں کے اجراء کی ratio بھی بیان فرمائی جائے، کیا اس میں سٹیٹ بنک کی ہدایت کے مطابق disbursement ہو رہی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! KIBOR جسے کہا جاتا ہے یہ Karachi Inter Bank Offer Rate ہوتا ہے اور تمام بنک سٹیٹ بنک کے prudential regulation کے مطابق KIBOR plus پر rate طے کرتے ہیں اور جو rate پچھلے دو تین سال میں رہا ہے وہ میں عرض

کر دیتا ہوں۔ 2008میں development loanتقریباً15فیصد تھا،2009میں 16فیصد تھا اور 2010میں 17فیصد تھااور آج KIBOR plusکا جو rateبن رہا ہے وہ تقریباً18فیصد زرعی قرضوں کے لئے ہے اور 18فیصد ہی صنعتی قرضوں کے لئے ہے۔

جز (د) کے متعلق معزز ممبر نے پوچھا کہ زرعی قرضوں کا سٹیٹ بنک کا جو ہدف ہے وہ 2008میں 8بلین روپے تھا،2009میں 10بلین روپے تھا اور 10-2009میں 7۔ارب روپے تھا لیکن جو targets achieveکئے وہ 2008میں 8بلین روپے کی بجائے 6.6بلین روپے،09-2008 میں 10کی بجائے 5.4بلین روپے اور 10-2009میں 7بلین روپے کی بجائے 4.69بلین روپے کا ہدف حاصل کیا گیا۔

جناب سپیکر: جی، میاں محمد شفیع صاحب!

میاں شفیع محمد: جناب سپیکر! آپ کے توسط سے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا۔انہوں نے فرمایا ہے کہ 2008میں 8بلین روپے کا target تھا،2009میں 10بلین روپے کا اور اب 7بلین روپے کا ہے initiallyصوبہ پنجاب کو fruit basketکا نام دیا جاتا ہے۔سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ سٹیٹ بنک ہی زرعی قرضوں کو decreaseکر رہا ہے اس کے ساتھ ساتھ ہمارے اپنے صوبے کے بنکوں کی جو ratio disbursementہے وہ سٹیٹ بنک کے ہدف سے بھی کم ہے۔جیسا کہ وزیر موصوف نے بتایا ہے کہ 5.4فیصد،6.6فیصد اور اس سال 4.69فیصد ہے۔اس ضمن میں وزارت خزانہ یا حکومت کی کیا تجاویز ہیں کہ زمینداروں کو زرعی قرضہ جات کی disbursement according to the State Bankہو۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب والا! جو کچھ معزز ممبر نے فرمایا ہے اس کے لئے سٹیٹ بنک نے رقم نہیں دی بلکہ یہ ان کا مقرر کردہ ہدف ہے جو کہ پنجاب بنک یا تمام بنکوں کے لئے ہے۔تمام بنکوں کو یہ چاہئے بلکہ پنجاب بنک کو بھی یہ چاہئے اور ان کو یہ تاکید بھی کی جائے گی کہ وہ کسانوں تک پہنچنے کے لئے اپنی سکیموں کی advertisementکریں تاکہ کاشت کاروں کو پتا چل سکے کہ یہ قرضہ جات اور سکیمیں ان کے لئے موجود ہیں۔اس وقت سٹیٹ بنک کی تقریباً پچیس finance schemesموجود ہیں اور ان میں سے چند ایک سکیموں کے بارے میں عرض کر دیتا ہوں۔ہو سکتا ہے کہ ہمارے بعض کسانوں کو یا agriculturistsکو اس کا پتا نہ ہو۔کسان دوست فنانس سکیم جس میں کسان دوست

Agriculture Financing Schemeہے،کسان دوستCooperation Finance Schemeہے،اس میں ٹریکٹر سکیم ہے،کمرشل ٹریکٹر فنانسنگ ہے،کولڈ سٹوریج کی مختلف سکیمیں ہیں اوراس کے علاوہ گرین ہاؤس فنانسنگ سکیمیں ہیں۔علاوہ ازیں لائیو سٹاک کی بھی مختلف سکیمیں ہیں میں اس میں یہ کہوں گا کہ نہ صرف بنک آف پنجاب بلکہ محکمہ زراعت کو بھی چاہئے کہ وہ بھی بتائیں کہ یہ قرضہ جات نہ صرف بنک آف پنجاب بلکہ دوسرے بنکوں سے بھی لے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر:اگلا سوال جناب محمد یار ہراج صاحب کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران:On his behalf سوال نمبر 4034۔اس کے جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے جناب محمد یار ہراج کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر:جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال2009-10،تمام ریٹائرڈ ملازمین کی پنشنز میں 20فیصد اضافہ کرنے کی تفصیلات

*4034:جناب محمد یار ہراج:کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے 30۔جون1999 سے قبل ریٹائر ہونے والے ملازمین کی پنشن میں 20فیصد جبکہ 30۔جون1999 کے بعد ریٹائر ہونے والے ملازمین کی پنشن میں15فیصد اضافہ برائے مالی سال2009-10 کیا ہے اور نوٹیفکیشن بھی جاری کر دیا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ تفاوت کی وجوہات کیا ہیں اور اس فارمولے کے تحت حکومت کو کتنی savingہوئی ہے مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(ج) کیا حکومت شدید مہنگائی کے اس دور میں پنشنرز کی پنشن میں اضافے کے بلاجواز تفاوت کو دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور uniform پالیسی کے تحت تمام ملازمین کی پنشن میں 20فیصد اضافہ فوری طور پر کرنے کو تیار ہے؟

وزیر خزانہ(جناب تنویر اشرف کائرہ):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت نے 30۔جون 1999 سے قبل اور 30۔جون 1999 کے بعد ریٹائر ملازمین کی پنشن بالترتیب 20فیصد اور 15فیصد مالی سال 2009-10 سے بڑھادی ہے۔(Annex-iii میں تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) حکومت پنجاب اپنے طور پر پنشن بڑھانے کی مجاز نہیں ہے بلکہ یہ حکومت پاکستان کی پالیسی برائے اضافہ پنشن پر عمل درآمد کرتی ہے۔ جہاں تک بچت کا تعلق ہے اس امر میں عرض ہے کہ چونکہ حکومت پاکستان اضافہ شدہ پنشن کا باقاعدہ حصہ ہر صوبائی حکومت کو ادا کرتی ہے۔ لہذا بچت کا تعلق حکومت پنجاب سے نہ ہے۔

(ج) جیسا کہ اوپر عرض کیا جا چکا ہے کہ حکومت پنجاب کو پنشن میں اضافہ کا اختیار نہ ہے یہ صرف وہ مراعات جو حکومت پاکستان نے بمعہ خرچہ دی ہوں، انہیں اختیار کرتی ہے۔ بہر حال مرکزی سطح پر پے اینڈ پنشن (Pay & Pension) کمیشن 2009 اس امر کا جائزہ لے رہا ہے کہ سرکاری ملازمین / ریٹائرڈ ملازمین کو کچھ مالی فوائد دیئے جا سکیں۔ حکومت پنجاب پنشن میں اضافہ کا فیصلہ اس کمیشن کی رپورٹ اور حکومت پاکستان کے اس بارے میں کسی حتمی فیصلہ کے بعد ہی کر سکے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ چونکہ فیڈرل گورنمنٹ سے related ہے تو میں جز (ج) میں صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہاں پر ایک پے اینڈ پنشن کمیشن 2009 اس امر کا جائزہ لے رہا ہے کہ سرکاری ملازمین اور ریٹائرڈ ملازمین کو کچھ مالی فوائد دیئے جائیں اور حکومت پنجاب پنشن میں اضافے کا فیصلہ اس کمیشن کی رپورٹ اور حکومت پاکستان کے اس بارے میں حتمی فیصلے کے بعد کرے گی۔ میں اس رپورٹ کا current status پتا کرنا چاہتی ہوں because اس کا 2009 سے جائزہ لیا جا رہا ہے اور اب 2010 بھی ختم ہو گیا ہے اس وقت اس کی latest position اور current status کیا ہے؟

جناب سپیکر: وزیر خزانہ جز (ج) کا جواب دیں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! پے اینڈ پنشن کمیشن نے اپنی رپورٹ فیڈرل گورنمنٹ کو پچھلے مالی سال میں دے دی اور اسی کی روشنی میں فیڈرل گورنمنٹ نے پے اینڈ پنشن بڑھائی جو پچاس فیصد تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا وہ اس کی روشنی میں ہی کیا گیا۔ اس سے پنشن بھی بڑھائی گئی اور تنخواہوں میں بھی ایک ریکارڈ اضافہ کیا گیا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میں نے جو رپورٹ ہے اس کا current status پوچھا ہے؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہی ہیں کہ اس رپورٹ کا current status کیا ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جس کے آنے کے بعد لوگوں کو relief ملے گا۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب والا! میں نے اس سے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ یہ رپورٹ فیڈرل گورنمنٹ کو پیش کر دی گئی اور اس رپورٹ کی روشنی میں پچھلے مالی سال میں جتنی بھی increase ہوئی اس رپورٹ کی روشنی میں ہوئی ہے۔ پچھلے مالی سال میں یہ رپورٹ پیش کر دی گئی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس سوال کی تاریخ وصولی 29۔ جولائی 2009 اور تاریخ ترسیل 12۔اگست 2009 ہے اور اس کی تاریخ وصولی جواب لکھا ہوا ہے۔4۔دسمبر 2010 تو میں نے جو status پوچھا تھا اگر یہ پچھلے سال سارا کچھ implement ہو گیا ہوا ہے تو پھر اس کو بھی جواب میں آنا چاہئے تھا۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! پے اینڈ پنشن کمیشن نے جو رپورٹ دی تھی اس پر implementation فیڈرل گورنمنٹ کے لئے ممکن نہ تھی جتنے اس میں اخراجات تھے گورنمنٹ وہ afford نہیں کر سکتی تھی لیکن وہ رپورٹ مکمل ہو گئی البتہ اس پر implementation نہیں ہوئی۔ وفاقی حکومت کے جو وسائل تھے اس کے مطابق صوبوں نے بھی تنخواہوں اور پنشن میں اضافہ کیا ہے۔

جناب سپیکر: مجھے آپ satisfy نہیں کر سکے ہیں اب میں ان کو اس کا جواب کیا بتاؤں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! ان کا جو سوال ہے وہ یہ ہے کہ پے اینڈ پنشن کمیشن کی جو رپورٹ ہے وہ پیش ہو گئی ہے یا نہیں؟ وہ میں نے بتایا کہ پچھلے مالی سال میں فیڈرل گورنمنٹ کو پے اینڈ پنشن کمیشن نے اپنی رپورٹ پیش کر دی ہے۔ دوسری بات انہوں نے پوچھی ہے کہ کیا اس پر implementation ہوئی ہے یا نہیں؟ میں بتا رہا ہوں کہ اس کا status یہ ہے کہ اس پر implementation اس لئے نہیں ہو سکی کہ اس میں جتنی رقم چاہئے تھی وہ گورنمنٹ afford نہیں کر سکتی تھی اس لئے اس پر implementation نہیں ہوئی۔ پے اینڈ پنشن کمیشن کی رپورٹ کی روشنی میں جو تنخواہیں بڑھی ہیں وہ زیادہ بڑھی ہیں۔ رپورٹ پیش ہو گئی لیکن اس پر implementation نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: یہ بتادیں کہ وہ ہو گی یا نہیں ہو گی؟ آپ صرف اتنا بتادیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہ رہی تھی کہ 4۔دسمبر 2010 کو اس سوال کا جواب آ رہا ہے، اگر پچھلے مالی سال میں یہ تمام کہانی as it is ہی ہوئی ہے تو وہ اس جواب میں کیوں نہیں آئی؟ پچھلا مالی سال تو 4۔دسمبر سے پہلے تھا۔4۔دسمبر کے بعد تو نہیں تھا۔

جناب سپیکر: وہ جواب پہلے دے چکے ہوں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! 4۔دسمبر 2010 اس میں لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ یہ پوچھ رہے ہیں کہ کچھ relief ملے گا یا نہیں ملے گا؟

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! relief تو اس صورت میں ملے گا اگر واقعی on ground ہو رہا ہوتا تو جواب میں محکمے کو بھی پتا ہوتا کہ ہاں یہ کچھ ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ ابھی پیسے نہیں ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! پیسے تو ہمارے پاس تین سال سے ہی نہیں ہیں لیکن اس کا ذکر کاغذوں میں بھی آئے کہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں۔ لوگوں کو تنخواہیں نہیں مل رہیں اور لوگ احتجاج کر رہے ہیں۔ Ultimately ہوتا یہ ہے کہ اوپر سارے لوگ بیٹھے رہتے ہیں اور نیچے ورک چارج ملازمین کو پیسے نہ ہونے کا کہہ کر فارغ کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں! بس آپ نے بھی بات سن لی، میں نے بھی سن لی۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: بات سن لی لیکن میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4510 ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب کے چھوٹے شہروں کے ملازمین کے ہاؤس رینٹ الاؤنس بڑھانے کا مسئلہ

*4510: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا حکومت چھوٹے شہروں میں ملازمین کو مہنگائی کے تناسب سے ہاؤس رینٹ الاؤنس میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

چھوٹے شہروں میں ملازمین کو ہاؤس رینٹ الاؤنس بنیادی تنخواہ کا 30 فیصد دیا جاتا ہے۔یہ پالیسی وفاقی حکومت کی جاری کردہ ہے اور پنجاب حکومت نے اسے باقی صوبوں کی طرح اپنایا ہے۔

ہاؤس رینٹ الاؤنس مکان کے کرایہ کے لئے دیا جاتا ہے نہ کہ دوسری ضروریات زندگی کے لئے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ بڑے شہروں میں مکان کا کرایہ دوسرے علاقوں کی نسبت بہت زیادہ ہے۔اسی وجہ سے ہاؤس رینٹ الاؤنس کی شرح میں فرق ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے جو سوال کیا تھا اس کا جواب مجھے نہیں ملا، اس لئے میں پھر وہی سوال کرتی ہوں کہ کیا حکومت مہنگائی کے تناسب سے ہاؤس رینٹ میں اضافے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! حکومت جو مہنگائی الاؤنس دیتی ہے اس کا inflation یا مہنگائی کے ساتھ تعلق نہیں ہوتا لیکن ہاؤس رینٹ کا تعلق اس کے رینٹ کے ریٹ کے ساتھ ہوتا ہے۔مہنگائی تو ہر دوسرے چوتھے مہینے بڑھتی رہتی ہے لیکن ہاؤس رینٹ نہیں بڑھتا جب بھی کوئی شخص ایک گھر کرایہ پر لیتا ہے تو وہ دو یا تین سال کا agreement کرتا ہے۔ لہذا اس کا مہنگائی کے ساتھ تعلق نہیں ہے۔جواب میں چھوٹے اور بڑے شہروں میں difference کے بارے میں بتایا گیا ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! معزز ممبر ضمنی سوال کر لیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کو کہہ دیا ہے تو پھر آپ بول لیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال اسی سے related ہے کہ ہم بڑے شہروں میں ملازمین کو جو الاؤنسز دیتے ہیں اس وجہ سے بڑے شہروں میں load بڑھ رہا ہے۔لوگ دیہاتوں اور چھوٹے شہروں میں جانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ایک ملازم بیس بیس، تیس تیس کلومیٹر سفر کر کے شہر جاتا ہے چونکہ وہاں لوکل ملازمین تو صرف دو یا پانچ فیصد ہوتے ہیں۔کیا حکومت کی کوئی ایسی پالیسی ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں Be relevant to this question آپ اسی سوال سے متعلقہ ضمنی سوال پوچھ لیں لیکن آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ کی یہ بات مناسب نہیں لگتی، پالیسی کی بات تو بعد کی ہے اگر آپ نے کوئی ضمنی سوال پوچھنا ہے تو وہ پوچھیں لیکن اس سوال سے relevant ہو۔

حاجی ذوالفقار علی: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تو خود ہی میدان چھوڑ گئی ہیں، اب میں کیا کروں، اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 4519 ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سرکاری ملازمین کی اضافی تعلیم پر اضافی ترقی ختم کرنے کی تفصیلات

*4519: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

حکومت پنجاب نے سرکاری ملازمین کو اضافی تعلیم پر اضافی ترقی کو کس سال ختم کیا نیز اس سسٹم کو کن کن وجوہات پر اور کیوں ختم کیا گیا، وضاحت فرمائیں؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

حکومت پنجاب کے ملازمین کو اضافی تعلیم پر اضافی ترقی دی جاتی تھی وفاقی حکومت نے یکم دسمبر 2001 میں یہ سہولت ختم کر دی۔ پنجاب حکومت نے بھی وفاقی حکومت کی پیروی کرتے ہوئے یہ سہولت ختم کر دی۔ جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ پالیسی تھی کہ اضافی تعلیم پر ترقی دی جاتی تھی لیکن 2001 میں ڈکٹیٹر کے قانون کے مطابق اسے ختم کر دیا گیا۔ کیا حکومت پنجاب اب ارادہ رکھتی ہے کہ وہ وفاق سے یہ سفارش کرے کہ اسے دوبارہ جاری کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! اس پالیسی کا background یہ تھا کہ جو ملازمین اضافی تعلیم حاصل کریں، ڈگری یا qualification لیں تو انہیں یہ الاؤنس دیا جائے۔ حکومت نے سرکاری ملازمین کی فنی استعداد کے اضافے کے پیش نظر اضافی قابلیت حاصل کرنے پر اضافی ترقی،

ایڈوانس انکریمنٹ کی سکیم کا اجراء کیا تھا تاکہ سرکاری ملازمین اضافی قابلیت حاصل کرنے کے بعد اپنے فرائض منصبی زیادہ بہتر انداز میں سرانجام دے سکیں۔ مگر اس سہولت کے خاطر خواہ نتائج برآمد نہ ہوئے۔چند حلقوں کی طرف سے صرف تنخواہوں میں اضافے کے پیش نظر متعلقہ شعبے کی بجائے غیر متعلقہ شعبے میں اضافی تعلیم کا رجحان بڑھ گیا۔ اس وجہ سے وفاقی حکومت کی پیروی کرتے ہوئے اضافی ترقی کا سلسلہ مورخہ 2001-12-01 سے ختم کر دیا گیا۔ اس میں بعض ایسے اساتذہ تھے جو فزکس یا سائنس سبجیکٹ پڑھا رہے تھے، وہ فارسی یا کسی اور irrelevant subject میں ڈگری لے لیتے تھے تاکہ الاؤنس بڑھے۔اس کا فائدہ کسی سٹوڈنٹ کو نہیں جاتا تھا اس وجہ سے یہ سکیم ختم کی گئی لیکن اس کے علاوہ صوبائی حکومت نے اساتذہ کے وقار کے پیش نظر تعلیمی قابلیت حاصل کرنے پر qualification allowance کا اجراء کیا ہے۔اس طرح کالج اساتذہ کے لئے درج ذیل مراعات دی گئیں پی ایچ ڈی کے لئے ابھی بھی پانچ ہزار روپے ماہانہ الاؤنس مل رہا ہے۔سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کا الاؤنس دس ہزار روپے ماہانہ مل رہا ہے،ایم فل الاؤنس fifty percent of P.hd تقریباً -/2500 روپے مل رہا ہے۔اس کے علاوہ pay qualification mid career management course, senior management course اور national management courses پر مختلف الاؤنسز دیئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر:اس پر کوئی اور ضمنی سوال ہے؟۔۔۔ نہیں ہے۔اگلا سوال رانا بابر حسین صاحب کا ہے۔ رانا بابر صاحب تشریف فرما ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!On his behalf

جناب سپیکر:.No،ادھر سے۔ان کا سوال ہے اگر وہ نہیں کریں گے تو پھر آپ کی باری آئے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!یہ ہاؤس کی property ہے اور میں سوال کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں!ہاؤس کس کا ہے، میرا اور آپ کا ہے ناں؟آپ قائد حزب اختلاف سے پوچھیں کہ کیا فیصلے ہوئے ہیں؟آپ ہر روز پوچھتے ہیں اس میں کوئی شک کی بات نہیں ہے لیکن priority ان کو ملے گی، بعد میں آپ کو مل جائے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری:آپ پانچ سات لوگ بیٹھ کر جو مرضی فیصلہ کر لیں تو یہ مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: بڑے افسوس کی بات ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: یا تو آپ rules change کریں۔

جناب سپیکر: رولز آف بزنس تبدیل نہیں کر رہے۔جب آپس میں co-ordination ہوتی ہے، جب بیٹھ کر بات کرتے ہیں تو اس پر آپ کو بھی عمل کرنا چاہئے۔اب ادھر سے کوئی نہیں بول رہا تو پھر آپ بولیں کہ آپ کیا ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں رانا بابر حسین صاحب کے ایماء پر سوال نمبر 4539 دریافت کر رہا ہوں۔میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے رانا بابر حسین کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بنک آف پنجاب خانیوال، قرضہ جاری کرنے کی تفصیلات

*4539: رانا بابر حسین: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) خانیوال میں بنک آف پنجاب کی کتنی برانچیں کس کس جگہ کام کر رہی ہیں؟

(ب) ان برانچوں سے یکم جنوری 2008 سے آج تک کتنا قرضہ کس کس مقصد کے لئے دیا گیا؟

(ج) ان برانچوں سے پانچ لاکھ سے زائد کا قرضہ حاصل کرنے والے افراد کے نام اور پتا جات بتائیں؟

(د) ان قرضہ جات پر بنک نے قرضہ لینے والوں سے کس کس قسم کی گارنٹی لی؟

(ہ) اس وقت ان برانچوں کے ڈیفالٹر افراد کی تعداد کتنی ہے؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

(الف) تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تفصیل تتمہ (ج) کالم 5 پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) تفصیل تتمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! رانا بابر حسین صاحب نے خانیوال کے بنک آف پنجاب کی برانچز کے بارے میں سوال پوچھا تھا اور انہوں نے جز (ج) میں پوچھا تھا کہ ان برانچوں سے پانچ لاکھ سے زائد رقم کا قرضہ حاصل کرنے والوں کے نام اور پتا جات بتائے جائیں۔ ایوان کی میز پر جو تتمہ رکھا گیا ہے اس کے کالم چار میں پہلے نام، پھر پتا، پھر برانچ، پھر قرضے کی مالیت اور اس کی رہن شدہ جائیداد کی تفصیل ہے۔ اس میں جو رقم 630 دی گئی ہے کیا یہ ملین ہے، ہزار ہے یا لاکھ ہے؟ میں جواب سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ سوال یہ تھا کہ پانچ لاکھ سے زیادہ قرضہ لینے والوں کی تفصیل بتائی جائے اس کے جواب میں سب سے پہلے منظور بیگم ہے جنہوں نے خانیوال برانچ سے قرضہ لیا۔ اس قرضے کی مالیت 630 ہے اور ان کی رہن شدہ جائیداد سو فیصد کیش اور اس کی مالیت 700 ہے کیا انہوں نے 700 روپے دے کر 630 روپے قرضہ لیا؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! یہ 6.30 ملین ہے اور جو 700 ہے وہ 7 ملین ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: یعنی اس میں decimal نہیں لگایا گیا؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): اس کی معذرت چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بس؟ اگلا سوال چودھری عبدالوحید صاحب کا ہے۔ چودھری عبدالوحید صاحب ملتان گئے ہیں؟ چودھری وحید صاحب کہیں باہر ہیں؟۔۔۔ ان کا سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی انہی کا ہے یہ بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ملک محمد عامر ڈوگر صاحب کا ہے۔

ملک محمد عامر ڈوگر: سوال نمبر 4563 ہے میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ملتان ڈویژن میں پنجاب بنک کی برانچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4563: **ملک محمد عامر ڈوگر:** کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ملتان ڈویژن میں پنجاب بنک کی کتنی برانچیں کام کر رہی ہیں ان میں کل کتنے آفیسرز و اہلکاران ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں ان کی تنخواہوں و دیگر مدوں پر 2008-09 کے دوران کتنے اخراجات ہوئے؟

(ب) اس ڈویژن کی کتنی برانچیں مذکورہ عرصہ کے دوران خسارہ میں رہیں ان کے ناموں سے آگاہ کریں؟

(ج) مذکورہ ڈویژن کے بنکوں میں دوسرے محکموں کے کتنے لوگ ڈیپوٹیشن پر کام کر رہے ہیں اس کی وجوہات اور ان لوگوں کے ناموں سے بھی آگاہ کریں؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

(الف)

کل برانچیں	31
ملازمین کی تعداد	367
اخراجات برائے سال2008	8کروڑروپے تقریباً
اخراجات برائے سال2009	9کروڑروپے تقریباً

(ب) اس ڈویژن کی صرف 4 برانچیں خسارہ میں ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

(1) ملتان کینٹ برانچ
(2) گلگشت کالونی برانچ
(3) چوک شہیداں برانچ
(4) جتوئی برانچ

(ج) بنک اور اس کی کسی بھی برانچ میں ڈیپوٹیشن پر لوگ کام نہیں کر رہے۔

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر! انہوں نے جواب کے جز (ب) میں بتایا ہے کہ اس ڈویژن کی چار برانچیں خسارے میں ہیں جن کی تفصیل بھی دی گئی ہے۔ میری گزارش ہے کہ اگر یہ چاروں برانچیں خسارے میں ہیں تو انہیں چلانے کا کیا فائدہ ہے؟ ہر مہینے حکومت پر لاکھوں روپے کا بوجھ ہے اور یہ سال کا کروڑوں روپے بنتا ہے یا تو یہ اپنی performance ٹھیک کریں، اپنا بزنس ٹھیک کریں ورنہ یہ برانچیں بند کر دی جائیں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو ضمنی سوال کیا ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ ان چار برانچوں میں سے ابھی چوک شہیداں برانچ اور جتوئی برانچ profit میں آ گئی ہیں۔ درمیانی عرصے میں اقدامات کر کے ان دو برانچوں کو profit میں لایا گیا ہے۔ اگر پورے بنک کی برانچوں کا نیٹ ورک profit پر ہی چلنا ہو تو پھر شاید کسی بنک میں بھی profit and loss نہ ہو۔ یہ ایک سہولت ہے جس طرح زرعی قرضے ایسے areas میں دیئے جاتے ہیں کہ جہاں پر اس کی branches موجود ہوتی ہیں اور performance کو improve کیا جاتا ہے۔ honourable member کی بات کو note کیا جائے گا اور بنک کی branches کی performance کو بہتر بنایا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگر بنک کی دو branches کی performance بہتر ہو گئی ہے، وہ profit میں آ گئے ہیں تو بنک کی باقی branches کی کیا صورتحال ہے؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! دو branches profit میں آ گئی ہیں اور باقی branches کو profit میں لانے کے حوالے سے اقدامات کئے گئے ہیں۔ ہمیں توقع ہے کہ ان اقدامات کی وجہ سے باقی branches بھی آئندہ کچھ عرصہ کے بعد profit میں آ جائیں گی۔

جناب سپیکر: ملک محمد عامر ڈوگر صاحب! اگلا سوال بھی آپ ہی کا ہے۔

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر! سوال نمبر 4564 ہے، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لوکل فنڈ آڈٹ کے فرائض و دیگر تفصیلات

*4564: ملک محمد عامر ڈوگر: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لوکل فنڈ آڈٹ حکومت پنجاب کے کن کن اداروں کا آڈٹ کرتا ہے؟

(ب) ملتان ڈویژن میں سال 2007-08 کو لوکل فنڈ آڈٹ نے کن کن اداروں کا آڈٹ کیا اور کون کون سے ادارے ڈیفالٹر قرار پائے ان کی مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) ملتان ڈویژن میں لوکل فنڈ آڈٹ کے کتنے آفیسرز دوسرے محکموں میں ڈیپوٹیشن پر ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں کیا متعلقہ محکمہ ان کو واپس اپنے ڈیپارٹمنٹ میں لانے کا ارادہ رکھتا ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

(الف) محکمہ لوکل فنڈ آڈٹ پنجاب گورنمنٹ کے کسی بھی ادارے کا آڈٹ نہ کرتا ہے بلکہ لوکل فنڈ آڈٹ صرف لوکل باڈیز کا آڈٹ کرتا ہے۔

(ب) ملتان ڈویژن میں مندرجہ ذیل ادارہ جات کا سپیشل آڈٹ برائے سال ہائے 2001-02 تا 2007-08 محکمہ لوکل فنڈ آڈٹ نے کیا۔

1-	ٹی ایم اے شاہ ممبر عالم ٹاؤن ملتان	2-	ٹی ایم اے ممتاز آباد ٹاؤن، ملتان
3-	ٹی ایم اے شیر شاہ ٹاؤن، ملتان	4-	ٹی ایم اے بوسن ٹاؤن، ملتان
5-	ٹی ایم اے شجاع آباد، ملتان	6-	ٹی ایم اے جلالپور پیروالا ٹاؤن، ملتان

7-	ٹی ایم اے لودھراں	8-	ٹی ایم اے دنیاپور
9-	ٹی ایم اے کہروڑ پکا	10-	ٹی ایم اے میلسی
11-	ٹی ایم اے وہاڑی	12-	ٹی ایم اے بورے والا
13-	ٹی ایم اے عارف والا	14-	ٹی ایم اے پاکپتن شریف
15-	ٹی ایم اے ساہیوال	16-	ٹی ایم اے چیچہ وطنی
17-	ٹی ایم اے میاں چنوں	18-	ٹی ایم اے خانیوال
19-	ٹی ایم اے کبیر والا	20-	ٹی ایم اے جہانیاں

جہاں تک ڈیفالٹر کا تعلق ہے تو ان کی تفصیل ان ادارہ جات کی آڈٹ رپورٹس میں درج ہے جو کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ پنجاب کے پاس ہیں۔مزید برآں رپورٹ بارپورٹ ذمہ داریوں کا تعین کر کے لوکل گورنمنٹ کمیشن کے حوالے کر دیا گیا ہے۔

(ج) محکمہ لوکل فنڈ آڈٹ کے افسران کا کیڈر صوبائی سطح پر قائم ہے، جہاں سے (قانونی تقاضوں کے تحت) مختلف افسران نیم سرکاری اداروں میں ان کے مطالبہ پر ڈیپوٹیشن پر بھیجے جاتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ کام حکومت پنجاب کی وضع کردہ ڈیپوٹیشن پالیسی کے تحت ہوتا ہے۔

ملتان ڈویژن کی علاقائی حدود کے اندر مندرجہ ذیل افسران ڈیپوٹیشن پر تعینات ہیں۔متعلقہ محکمہ جات کے نام افسران کے سامنے تحریر ہیں۔

1۔	خالد مسعود ڈپٹی ڈائریکٹر	ملتان ترقیاتی ادارہ ملتان
2۔	محمد سلیم اسسٹنٹ ڈائریکٹر	بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان
3۔	محمد شاہ سوار اسسٹنٹ ڈائریکٹر	تعلیمی بورڈ ملتان

مندرجہ بالا افسران ڈیپوٹیشن پالیسی کے تحت ہائے عرصہ تین سال ان اداروں میں ملازمت کرنے کے پابند ہیں۔عرصہ تین سال سے پہلے ان افسران کو واپس محکمہ میں بلانے کا اختیار صرف حکومت پنجاب کو ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر! جز(ب) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ ہم local bodies کا آڈٹ کرتے ہیں اور اس کی تفصیل میں 20 ٹی ایم ایز کا ذکر کیا گیا ہے کہ جن کا آڈٹ 2001-02 سے لے کر 2007-08 تک کیا گیا ہے۔ میری گزارش ہے کہ حکومت پنجاب اور وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی کئی دفعہ کہا ہے کہ سابقہ ضلعی حکومتوں کے نظام میں کروڑوں روپے کی کرپشن پائی گئی ہے۔بہت سی

بے ضابطگیاں اور بے قاعدگیاں سامنے آئی ہیں۔کیا ان بیس تحصیلوں میں سے کسی کے خلاف کوئی action ہوا ہے، کسی TMO یا کسی تحصیل ناظم کے خلاف کوئی ایکشن لیا گیا ہے، یہ رپورٹ لوکل باڈیز کمیشن میں گئی ہے تو کیا آج تک کسی کے خلاف کوئی ایکشن ہوا ہے؟

جناب سپیکر!اسی سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ تین افسران مختلف محکموں میں deputation پر گئے ہیں اگر ان کا tenure پورا ہو گیا ہے تو پھر یہ ابھی تک ان اداروں میں کیوں بیٹھے ہوئے ہیں؟ان میں ایک صاحب خالد محمود ڈپٹی ڈائریکٹر ہیں، دوسرے محمد سلیم اسسٹنٹ ڈائریکٹر اور تیسرے محمد شاہسوار اسسٹنٹ ڈائریکٹر ہیں۔اگر ان کا تین سال کا tenure پورا ہو چکا ہے تو پھر اس کے بعد کیا جواز ہے کہ وہ ان دوسرے اداروں میں بیٹھے ہوئے ہیں؟زیادہ اہم اور مفاد عامہ کی بات یہ ہے کہ 20 ٹی۔ایم۔ایز کا آڈٹ ہوا ہے۔کیا اس آڈٹ رپورٹ کی روشنی میں اب تک کسی TMO, TOR,TOF یا کسی تحصیل ناظم کے خلاف کوئی action لیا گیا ہے یا نہیں؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر!میں معزز ممبر کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ آڈٹ ڈیپارٹمنٹ کا کام آڈٹ کرنا ہے۔اس نے آڈٹ کر کے جو بھی allegations or irregularities سامنے آئی تھیں ان کے حوالے سے متعلقہ محکمہ کو رپورٹ بھجوا دی ہے۔اب post default action کی ذمہ داری محکمہ لوکل گورنمنٹ کی ہے۔آڈٹ کے اعتراضات کی disposal کا ایک طریق کار موجود ہے۔

جناب سپیکر: معزز ممبر کا سوال صرف اتنا ہے کہ آیا کسی کے خلاف کوئی ایکشن ہوا ہے یا نہیں؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر!یہ ایکشن تو متعلقہ محکمہ نے لینا ہے۔ہم نے رپورٹ بنا کر محکمہ لوکل گورنمنٹ کو بھجوا دی ہے۔اب ایکشن کے بارے میں لوکل گورنمنٹ سے ہی پوچھا جا سکتا ہے۔

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر!یہ ٹھیک ہے کہ آڈٹ کے اعتراضات کی disposal کا ایک طریق کار ہے۔میں اس ایوان کی وساطت سے آپ اور وزیر اعلیٰ صاحب کو مخاطب کر کے کہنا چاہتا ہوں کہ اس رپورٹ کی روشنی میں آج تک کوئی ایکشن کیوں نہیں لیا گیا؟یہ سب کو علم ہے کہ پچھلے tenure یا ماضی میں جو لوکل باڈیز کے ادارے تھے ان میں کروڑوں روپے کی کرپشن ہوئی ہے لیکن ابھی تک کسی ایک کو بھی عبرت کا نشان نہیں بنایا گیا جبکہ ہمارے دعوے بہت تھے کہ ہم ان کے خلاف ایکشن کریں گے، کارروائی کریں گے۔اب تو ثبوت بھی سامنے ہیں تو پھر ان کے خلاف اب تک کیوں ایکشن نہیں لیا

گیا کیا یہ سب ثبوت کاغذوں اور کتابوں میں دفن ہو کر رہ جائیں گے ؟اب تو ایک سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے، وہ ناظمین بھی کام نہیں کر رہے بلکہ ان اداروں میں Administrators کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اب یہ سوال لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ ہو گیا ہے۔

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر! منسٹر لوکل گورنمنٹ اور وزیر اعلیٰ صاحب نے عوامی سطح پر کئی دفعہ یہ announce کیا ہے کہ ان کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کیا لوکل گورنمنٹ کے پارلیمانی سیکرٹری اس وقت ہاؤس میں موجود ہیں؟ وہ بھی نہیں ہیں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! گورنمنٹ ہمیشہ rules and regulations کے ساتھ چلتی ہے۔ ہم دوسروں کا ایکشن اپنے محکمہ کے ذریعے نہیں لے سکتے۔ اب ایکشن لینے کا کام محکمہ لوکل گورنمنٹ کا ہے۔

دوسرا ڈوگر صاحب نے local funds audit کے افسروں کے بارے میں پوچھا ہے۔ ان تینوں افسروں کی تعیناتی کی dates میں بتا سکتا ہوں۔ ان تینوں افسران کو ابھی تین سال سے زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ جب ان کے تین سال پورے ہو جائیں گے تو انہیں محکمہ میں واپس بلا لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ ویسے یہ important سوال ہے اور اس پر متعلقہ محکمہ کو ایکشن لینا چاہئے۔ اگلا سوال شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سوال نمبر 4574، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب بنک میں منظور شدہ و خالی اسامیوں کی تفصیلات

*4574: **شیخ علاؤالدین:** کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اس وقت پنجاب بنک میں کل کتنی منظور شدہ اسامیاں ایسی ہیں جو خالی ہیں؟

(ب) یہ اسامیاں کتنے عرصہ سے خالی ہیں ان کو پُر کیوں نہیں کیا جا رہا؟

(ج) 2002 تا 2005 جو بھرتیاں کی گئیں کیا وہ میرٹ کے مطابق تھیں، ان کا اشتہار دیا گیا، اگر نہیں تو کیوں، وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

(الف) بنک میں فی الحال کوئی اسامی خالی نہیں ہے کیونکہ اسامی خالی ہوتے ہی پُر کر لی جاتی ہے۔

(ب) کوئی اسامی خالی نہیں ہے۔

(ج) 2002تا2005 کے دوران بنک کی ضروریات کے مطابق جو بھرتیاں کی گئیں وہ براہ راست تجربے کی بنیاد پر اخبارات میں اشتہارات شائع کرنے کے بعد قابلیت اور اہلیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے کی گئیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سوال یہ کیا گیا تھا کہ اس وقت پنجاب بنک میں کل کتنی منظور شدہ اسامیاں خالی ہیں؟ اس کا جواب یہ آیا ہے کہ "بنک میں فی الحال کوئی اسامی خالی نہیں ہے کیونکہ اسامی خالی ہوتے ہی پُر کر لی جاتی ہے" میں intentionally detail میں نہیں جا رہا لیکن اس کا مقصد یہ ہے کہ اسامی create کی جاتی ہے اور criteria صرف یہ ہے کہ اس کی شکل اچھی ہے لہذا اس کو ابھی رکھو۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس بارے میں آپ سے بہتر شاید کوئی اور نہیں جانتا ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس وقت یہ سوال House کی property ہے۔ یہاں تفصیل نہیں دی گئی۔ میں نے کہا تھا کہ 2002تا2005 میں جو بھرتیاں کی گئی ہیں ان کی تفصیل بتائی جائے؟ انہوں نے simply کہہ دیا ہے کہ یہ بھرتیاں merit پر ہوئی ہیں۔ مجھے آج تفصیل دے دیں تو میں ایک ہزار ایسی اسامیاں بتا دوں گا کہ جن پر غلط بھرتی کی گئی ہے۔ merit کو مدنظر رکھا گیا ہے اور نہ ہی قابلیت کو دیکھا گیا ہے بلکہ یہ دیکھا گیا ہے کہ شکل اچھی ہے، فلاں کا رشتہ دار ہے اس لئے بھرتی کر لیا گیا۔ کوئی banking کا تجربہ نہیں ہے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! شیخ صاحب کے سوالات ہمیشہ بڑے بھرپور ہوتے ہیں۔ انھوں نے جو پہلا ضمنی سوال پوچھا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جب بھی کوئی اسامی خالی ہوتی ہے تو اس کو ایک process کے تحت پُر کیا جاتا ہے۔ بنک دو قسم کے process اپناتا ہے۔ نئی بھرتیوں کی خاطر جو لوگ trained نہیں ہوتے ان کے لئے اشتہار دیا جاتا ہے اور اشتہار کے بعد ایک process کے تحت پہلے تحریری امتحان ہوتا ہے اور پھر ان کا انٹرویو لیا جاتا ہے۔ اس کے لئے ایک criteria مقرر

کیا گیا ہے۔اس وقت میرے پاس یہ ایک candidate assessment sheet ہے۔وہاں پر یقیناً ہر candidate کی assessment sheet لگی ہو گی۔ شیخ صاحب اس کا ریکارڈ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ جتنے بھی experienced officers رکھے جاتے ہیں ان کے لئے اشتہار نہیں دیا جاتا بلکہ ان کے CVs لے کر انٹرویو کئے جاتے ہیں اور ان کی selection کی جاتی ہے۔ شیخ صاحب نے جز(ج) میں 2002 سے لے کر 2005 تک ہونے والی بھرتیوں کے بارے میں پوچھا ہے۔ میں حیران ہوں کہ شیخ صاحب نے پانچ سال بعد یہ سوال کیوں پوچھا ہے،انھوں نے یہ سوال پچھلے دور میں کیوں نہیں کیا؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب پر یہ کوئی پابندی تو نہیں ہے،وہ جب مرضی آئے سوال کر سکتے ہیں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر!اس کا جواب یہ ہے کہ یہ جتنے بھی لوگ بھرتی ہوئے ہیں ان سب کا ریکارڈ موجود ہے،ان سب کی assessment sheets موجود ہیں۔اس عرصہ میں آٹھ سو کے قریب بھرتیاں کی گئی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!ثابت ہو گیا کہ کل آٹھ سو بھرتیاں ہوئی ہیں۔دوسرا خود منسٹر صاحب نے admit کر لیا ہے کہ Grade-II and III کی جو اسامیاں ہیں ان کا اشتہار بھی نہیں دیا گیا۔آپ بھی یہ بخوبی سمجھتے ہیں کہ جب اشتہار نہیں دیا گیا،privately CVs لئے گئے تو پھر بات تو واقعی ایسی ہے اور جو میں کہہ رہا ہوں وہ سچ ہے۔ میں ایک اور بات کروں گا کہ ابھی وزیر صاحب trainee فرما رہے تھے اس کو internship کہتے ہیں؟اگر آپ فرمائیں تو میں internship کے بارے میں بھی عرض کر دیتا ہوں،internship میں ہی گڑبڑ ہوتی ہے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بھرتیوں کا طریقہ faulty ہے اور جب بھرتیاں faults پر ہوں گی،competent لوگ نہیں ہوں گے تو بنک کبھی منافع میں نہیں آئے گا۔Grade-II & III کے لوگ ہی loans sanction کرتے ہیں وہ کیس بورڈ میں تو بعد میں جاتے ہیں۔جب انہوں نے collateral نہیں دیکھنا،بندے کی reputation نہیں دیکھنی اور اس کا business نہیں دیکھنا تو پھر بنک loss میں تو جائے گا۔ میں وزیر صاحب کی اس بات کو appreciate کرتا ہوں کہ انہوں نے کہا کہ ہاں جی آٹھ سو بھرتیاں ہوئی اور CV پر ہوئیں۔

جناب سپیکر: انہیں چھپانے کی ضرورت ہی کیا ہے؟انہوں نے تو بات کر دی ہے کہ آٹھ سو بھرتیاں CV پر ہوئی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ابھی انہوں نے کہا ہے کہ ہم internship دیتے ہیں اُسی internship میں ہی تو ساری گڑبڑ ہوتی ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مجھے 2002 سے 2005 تک کی تفصیل کیوں نہیں دی گئی؟ اور آج مجھے وزیر صاحب نے کہا ہے تو میں انشاء اللہ تعالیٰ 07-2006 اور onward بھی اس floor پر لے آؤں گا۔ انہوں نے مجھ سے شکوہ کیا ہے کہ Why not after 2005? میں وہ بھی لے آؤں گا لیکن جو بھرتیاں ہوئی تھیں مجھے اس کی تفصیل تو دے دیں، میں پھر بتاؤں گا کہ یہ کون لوگ ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، آپس میں بیٹھ کر اس پر بات کر لینا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپس کی بات تو پھر وہی ہے کہ جیسے آپ مجھے بلا کر کہہ دیتے ہیں، اس میں آپس کی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! جو آٹھ سو اٹھانوے بھرتیاں ہوئیں میں نے ان کے بارے میں یہ نہیں کہا کہ بغیر اشتہار کے ساری بھرتیاں ہوئیں، میں نے two categories عرض کیں اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ صرف Bank of Punjab میں نہیں بلکہ تمام بنکوں کا یہی طریق کار ہے۔ یہ مانا کہ حکومت پنجاب اس بنک کو own کرتی ہے کیونکہ اس بنک میں حکومت پنجاب کے 51 فیصد shares ہیں لیکن یہ independent bank ہے اور اس کو سارے professional لوگ چلا رہے ہیں جس طرح باقی private banks چل رہے ہیں اسی طریقے سے یہ بنک چل رہا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ایک تو یہ عرض کروں کہ یہ private bank نہیں ہے، یہ گورنمنٹ کا بنک ہے۔ private banks میں بالکل ایسا ہوتا ہے کہ کوئی 5 کروڑ کا deposit لے آیا، کوئی 10 کروڑ کا deposit لے آیا اس کو لے لیا تو record پر یہ بات بھی لانی چاہئے کہ یہ گورنمنٹ کا بنک ہے۔ National Bank of Pakistan گورنمنٹ کا بنک ہے اس میں اشتہار دے کر تمام اسامیاں پُر کی جاتی ہیں اور سٹیٹ بنک کی پابندی ہے کہ بنک بھرتیاں کرتے وقت اخبار میں اشتہار دے گا اس لئے بغیر اشتہار دیئے جن اسامیوں پر بھرتیاں کی گئیں وہ غلط ہیں۔ مجھے ابھی تک ان پُر کی گئی اسامیوں کی تفصیل نہیں دی گئی اس لئے میری گزارش ہے کہ آپ اس سوال کو pending کر دیں اور مجھے اس کی تفصیل دے دیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!آپ اس سوال کو ابھی بھی pending کروانا چاہتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ اس سوال کے جواب میں تفصیل تو نہیں دی گئی کہ وہ کون خوش نصیب تھے جنہیں ان اسامیوں پر بھرتی کیا گیا؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب!آپ کے پاس تو پہلے ہی ساری list موجود ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ میرے پاس list موجود ہے تو پھر اگر میں اپنی list دوں گا تو آپ اس کو نہیں مانیں گے۔

جناب سپیکر: نہیں، ہم اس list کو غلط کیوں کہیں گے، جو list صحیح ہو گی اس کو مانیں گے۔وزیر خزانہ صاحب!آپ ان کو وہ list provide کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر!انہوں نے اس سوال میں یہ list مانگی ہی نہیں ہے، اگر یہ list مانگتے تو ان کو مہیا کر دیتے اور اگر اب یہ list مانگتے ہیں تو ان کو مہیا کر دی جائے گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!پھر آپ اس سوال کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں،اس طرح سوال pending کرنا ٹھیک نہیں ہے،یہ آپ کو list دے دیں گے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر!اس سوال پر میرا ایک ضمنی سوال ہے کہ جس طرح ہمارے معزز بھائی شیخ صاحب فرما رہے تھے اور وزیر صاحب نے اس کا جواب دیا کیا State Bank کے procedure of appointments کو proper طریقے سے adopt کیا گیا یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ صاحب!وہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا ان بھرتیوں میں according to State Bank, procedure adopt کیا گیا ہے؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر!State Bank کے regulations کے مطابق procedure کو adopt کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔شیخ صاحب!اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!Question No. 4575

ضلع قصور میں پنجاب بنک کی برانچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4575: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں پنجاب بنک کی کتنی ایسی برانچیں ہیں جو خسارے میں جا رہی ہیں ان کے مینجرز کے ناموں سے بھی آگاہ کریں؟

(ب) ان برانچوں میں کتنے ایسے لوگ ہیں جو ڈیپوٹیشن پر کام کر رہے ہیں اور کیوں، وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ج) ان بنکوں میں کتنی اسامیاں خالی ہیں اور ان کو کب تک پُر کر دیا جائے گا؟

(د) مذکورہ ضلع کی برانچوں میں اس وقت کتنے ایسے آفیسرز واہلکاران ہیں جن کی بے قاعدگیوں کی وجہ سے انکوائریاں چل رہی ہیں اور کب سے، ان کے ناموں وعہدہ جات سے آگاہ کریں؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

(الف) ضلع قصور میں پنجاب کی کل تین برانچیں ہیں ان میں پتو کی برانچ خسارہ میں ہے اور اس کے مینجر کا نام ارشاد احمد ہے۔

(ب) پنجاب بنک اور اس کی برانچوں میں کوئی فرد ڈیپوٹیشن پر کام نہیں کر رہا۔

(ج) بنک میں اس وقت کوئی اسامی خالی نہیں ہے اس لئے پُر کرنے کا جواز نہیں بنتا۔

(د) مذکورہ بالا ضلع میں واقع بنک کی کسی برانچ کے کسی اہلکار کے خلاف بے قاعدگیوں کے الزام میں انکوائری نہیں چل رہی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پنجاب بنک کی پتو کی برانچ خسارے میں ہے تو کیا اس برانچ میں Govt. deposits موجود ہیں اور وہ deposits, daily product پر ہیں یا fix میں ہیں اور کتنے فیصد پر ہیں اور یہ برانچ پھر loss میں کیوں ہے، ان کے پاس Govt. Deposits اور TMA کے پیسے ہیں کیونکہ پنجاب حکومت کہتی ہے کہ گورنمنٹ کے پیسے پنجاب بنک میں رکھیں۔ پتو کی اچھا بھلا business city ہے تو یہ برانچ loss میں کیوں ہے اور اگر اس کے پاس Govt. deposits ہیں تو کتنے فیصد پر ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! اس کی overall position دی جا سکتی ہے کہ بنک میں Govt. deposits کتنے ہیں لیکن یہ ان کا fresh question بنتا ہے کہ اس specific branch میں کتنے Govt. deposits ہیں؟ شیخ صاحب کا سوال یہ تھا کہ کون سی ایسی branches ہیں جو خسارے میں ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ انہوں نے جو TMA's کی بات کی ہے، گورنمنٹ نے

تمام departments کو تاکید کی ہے کہ آپ اپنے سارے funds, Bank of Punjab میں رکھیں لیکن TMA نے independent ہونے کی وجہ سے اپنے funds وہاں نہیں رکھے اور بعض Intermediate Boards نے بھی پنجاب بنک میں اپنے funds نہیں رکھے اس لئے ضروری نہیں کہ اگر یہ سارے funds اس branch میں رکھے جائیں تو یہ branch profit میں چلی جائے گی، یہ ایک ادارہ ہے جو profit and loss پر چلتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ ہمت کر کے اس branch کو profit میں لے آئیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وزیر صاحب finance کو سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ میں ان سے یہ سوال کیوں پوچھ رہا ہوں؟ یہ T-bills یا scoop bonds خرید لیں تو یہ branch profit میں آ جائے گی۔ ان برانچوں میں Govt. deposits پڑے ہیں جن کا پیسا T-bills میں جا رہا ہے، نہ scoop bonds میں جا رہا ہے۔ میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ Bank of Punjab کی ہر branch میں Govt. money موجود ہے۔۔۔

(اذانِ مغرب)

جناب سپیکر: 20 منٹ کے لئے نمازِ مغرب کا وقفہ کیا جاتا ہے۔ ہم انشاء اللہ دوبارہ وقفہ کے بعد ملیں گے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کی ادائیگی کے لئے ایوان کی کارروائی 15 منٹ کے لئے ملتی کی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے وقفہ کے بعد
جناب سپیکر 5 بج کر 52 منٹ پر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اجازت ہے میں کوئی بات کر لوں؟

جناب سپیکر: آپ نے کیا بات کرنی ہے، کیا سوال کے بارے میں بات کرنی ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سوال پر بات تو ہو نہیں سکتی کیونکہ منسٹر صاحب نہیں ہیں کوئی اور بات کر لوں؟

جناب سپیکر: اچھی بات کرنا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں تو ہمیشہ اچھی بات کرتا ہوں اور کوشش بھی یہی کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں نے بارہا اس معزز ہاؤس میں یہ معاملہ رکھا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! مجھے میاں محمد رفیق صاحب کو مبارکباد دے دینے دیں۔ میرے خیال میں وہ حج کر کے آئے ہیں۔ ماشاء اللہ میاں صاحب! آپ کو حج کی مبارک ہو۔ آپ ہمیں تو نہیں ملے بہر حال میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میاں صاحب نے بال تو کٹوائے نہیں ہیں۔ یہ تو ایسے لگتے ہیں جیسے کسی بیوٹی پارلر سے آئے ہیں۔ (قہقہہ)

ان سے یہ بھی تو پوچھیں کہ بال کیوں نہیں کٹوائے؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! وہ بزرگ آدمی ہیں، ایسی بات نہ کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ان کے بالوں کی اتنی growth ہونی ہی نہیں چاہئے تھی، یہ تو پھر حج کر کے نہیں آئے۔

جناب سپیکر: بس، وہ اپنی مرضی سے جو کچھ کر آئے ہیں اچھا ہی کر کے آئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے اس معزز ہاؤس میں بہت دفعہ یہ بات کی ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں! پوائنٹ آف آرڈر بعد میں لیں گے اب۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اب تو آپ نے اجازت دے دی ہے، صرف ایک دو فقرے ہیں اور اس میں بہت لوگوں کا بھلا ہے۔

جناب سپیکر: جلدی، جلدی۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جلدی جلدی تو نہیں۔ اب اس طرح تو نہیں ہو سکتا کہ "تمام دوائیں بچوں کی پہنچ سے دور رکھیں۔" اس زبان میں تو نہیں بولا جا سکتا یہ ایک ضروری معاملہ ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میں نے کئی دفعہ یہ بات کی ہے کہ پرائیویٹ سکول اور کالج والے جو بچوں کی فیسیں لے رہے ہیں، آپ یقین کریں کہ اس کے لئے والدین بے پناہ پریشان

ہیں۔ میری جیب میں ایک بل ہے جو ایک نرسری کے بچے کا ہے اور وہ ساٹھ ہزار روپے کا ہے۔ آپ ذرا یہ بل دیکھ لیں اور اس پر غور کر لیں۔ اس کے بعد پھر اس بچے کا باپ رشوت لے گا، سمگلنگ کرے گا، چرس بیچے گا یا کیا کرے گا؟ یہ آپ پڑھ لیں کہ ایک prep کے بچے کی per month فیس پندرہ ہزار روپے ہے۔ یہاں پر ایک کمیٹی بھی بنی تھی اب پتا نہیں وہ کمیٹی کون سے سکول میں گئی اور گم ہو گئی، وہ وہاں سے ابھی باہر ہی نہیں نکلی۔ آپ اس کو صرف ایک نظر دیکھ لیں کہ اس لاہور میں یہ ہو رہا ہے کہ بچوں سے پندرہ ہزار روپے فی مہینہ لیا جا رہا ہے۔ آپ ذرا اس پر غور کریں کہ فیس کے علاوہ سٹیشنری کا خرچہ علیحدہ ہے اور بھی دیکھیں کہ کیا کیا خرچے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ سیکرٹری ہائر ایجوکیشن کا معاملہ ہے۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ان کو بلائیں اور اس کمیٹی کو بھی بلائیں کیونکہ یہ بہت بڑا ظلم ہے۔

جناب سپیکر: اس کمیٹی میں کون کون صاحبان تھے، کیا یہ معاملہ ایجوکیشن کمیٹی کے پاس گیا تھا؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ کمیٹی رانا ثناء اللہ صاحب کی سرکردگی میں بنی تھی۔ ان کی meeting وغیرہ بھی ہوئیں۔ اللہ جانے ان پرائیویٹ سکولوں نے کیا چیز دکھائی؟

جناب سپیکر: اب رانا صاحب نہیں ہیں، جب وہ آئیں گے پھر ان سے پوچھ لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اس کو ضرور دیکھئے گا۔

جناب سپیکر: جی، بالکل دیکھوں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اب میں سوال پر آ جاؤں؟

جناب سپیکر: جی، Lets come back to the question

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ پتوکی برانچ خسارے میں ہے۔ آپ کو تو مجھ سے بہت زیادہ پتا ہے کہ پتوکی ایک اچھا business city ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ loss میں ہے تو اس کے لئے کیا کارروائی ہوئی اگر گورنمنٹ کا پیسا وہاں پر پڑا ہے تو اس پر گورنمنٹ کو کوئی profit دیا جا رہا ہے کیونکہ آپ کو بھی پتا ہے کہ deposit rate بارہ سے تیرہ فیصد عام ہے یہ loss میں کیوں ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اس کو منافع میں لائیں جس طرح بھی ہو۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):جناب سپیکر!2009 میں اس کا خسارہ 31 ملین روپے تھا اور 2010 میں یہ کم ہو کر 12 ملین روپے رہ گیا۔ یہ اس میں improvement ہے۔ برانچیں یا کوئی بھی businessاگر lossمیں جائے تو انہیں بند نہیں کر دیا جاتا بلکہ کوشش کی جاتی ہے کہ ان کو improveکیا جائے۔ دوسری بات جو honourable member نے پوچھی ہے کہ جتنے depositsہیں اس پر بنک کیا mark up دے رہا ہے؟ حکومت پنجاب کے جتنے depositsپنجاب بنک میں جمع ہیں ہر کوارٹر میں تمام بنک سے ان کی offerلی جاتی ہے۔ mark up کا جو rate وہ offerکرتے ہیں اس سے جو highestریٹ ملتا ہے پنجاب بنک وہ rate حکومت پنجاب کو offerکرتا ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں نے یہ پوچھا ہے کہ وہ کیا rate offer کرتا ہے، میں بنک کی بہتری چاہتا ہوں اور حکومت کی بہتری چاہتا ہوں اس لئے کہہ رہا ہوں۔ یہ بتادیں کہ وہ کیا rate offerکرتا ہے، یہ بات تو مان لی کہ گورنمنٹ depositsان کے پاس موجود ہیں اور میں نے یہ عرض کیا ہے کہ 12 سے 13 فیصد عام deposit rateہے تو بنک گورنمنٹ کو کیا دے رہا ہے جبکہ اس کے پاس فری کھاتے کا پیسا پڑا ہے؟

جناب سپیکر:جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):جناب سپیکر!میں نے عرض کیا ہے کہ ہر کوارٹر میں rate change ہوتا ہے اور جو highest rateہمیں کسی بھی بنک سے ملتا ہے وہ لیا جاتا ہے جو اس وقت ساڑھے بارہ فیصد سے اوپر ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میرا اس سے آگے سوال ہے۔ میرا چونیاں برانچ میں فراڈ ہوا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ ہوا ہی کچھ نہیں۔ اگر میں اس بات کو آپ کے حکم کے مطابق چھوڑ بھی دوں جس سے میں مطمئن نہیں ہوں اگر آپ مطمئن ہیں تو alright۔ چونیاں برانچ میں فراڈ ہوا ہے، عابد ڈولہ نام کا مینجر کروڑوں روپے لے کر بھاگ گیا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ فراڈ ہی نہیں ہوا۔ میں یہ بات ذمہ داری سے کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر:آصف ڈولہ؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! عابد ڈولہ جو پنجاب بنک چونیاں میں فراڈ کر کے بھاگ گیا اور لوگ رو رہے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ فراڈ ہی نہیں ہوا۔ اگر فراڈ ہوا ہے تو لازمی سٹیٹ بنک کو اطلاع دی گئی ہو گی کیونکہ اگر کسی بھی برانچ میں ایک روپے کا بھی فراڈ ہو جائے تو سٹیٹ بنک کی condition ہے کہ اس کی اطلاع دی جائے۔ یہ بتائیں کہ اس کی انکوائری کا کیا ہوا، وہ بندہ د بئی بھاگ گیا اور یہ کہتے ہیں کہ فراڈ ہی نہیں ہوا جبکہ میں کہتا ہوں کہ چونیاں میں فراڈ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو پوچھا تھا وہ یہ تھا کہ اس وقت کتنے آفیسران واہلکاران ہیں جن کی بے قاعدگیوں کی وجہ سے انکوائریاں چل رہی ہیں اور کب سے چل رہی ہیں ان کے ناموں و عہدہ جات سے آگاہ کیا جائے؟ جس وقت یہ پوچھا گیا اس وقت کوئی انکوائری نہیں چل رہی تھی لیکن اس کے بعد current دو انکوائریاں چل رہی ہیں۔ ایک انکوائری محمد عارف ڈوگر جو کہ AVP ہے مینجر قصور برانچ۔ ان کی انکوائری 10-11-27 کو initiate ہوئی۔ دوسرا محمد نعیم نور آفیسر گریڈ 2 قصور برانچ۔ ان کی انکوائری 10-11-29 کو شروع ہوئی۔ ابھی ان کی انکوائری چل رہی ہے۔ انہوں نے جو بھی خلاف ورزی کی ہو گی انکوائری مکمل ہونے پر قواعد وضوابط کے مطابق اس پر ایکشن لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: نہیں، جس کا ذکر وہ فرما رہے ہیں ان کا نام تو اس میں کہیں آیا ہی نہیں ہے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! انہوں نے جو سوال دیا تھا اس کے مطابق انہوں نے جو اس وقت پوچھا تھا اس وقت کوئی انکوائری نہیں تھی۔ اگر یہ اس سے پہلے کی پرانی انکوائری کے بارے میں پوچھتے تو ان کو رپورٹ دے دی جاتی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ یہ کیس اس سے پہلے کا ہے اس کو ابھی pending کر دیں۔

جناب سپیکر! آپ خود ہی فیصلہ کر لیں اور آپ خود پتا کر لیجئے گا کہ کیا عابد ڈولہ وہاں سے فراڈ کر کے بھاگا ہے اور لوگوں کے deposit return کے کتنے کروڑ کے فراڈ کر کے د بئی بھاگ گیا ہے؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! انہوں نے جو سوال پوچھا ہے وہ میں دوبارہ دہراؤں گا۔ اگر یہ پوچھتے کہ اس تاریخ سے پہلے جتنی بھی inquiries ہوئی ہیں تو اس کے متعلق بتایا جائے تو ہم ان

کو بتا دیتے لیکن ہم نے اس وقت کی انکوائری اور اس کے بعد کی انکوائری انہیں بتا دی ہے۔اس سے پہلے کی انکوائری کے لئے یہ fresh question کریں اور ہم ان کو اس کے متعلق بھی بتا دیں گے۔

جناب سپیکر: کائرہ صاحب، دیکھیں! وہ آپ کی نشاندہی کر رہے ہیں کہ آپ کے بنک کے پیسے لے کر کوئی بندہ ملک سے غائب ہو گیا ہے اور اس پر کوئی action نہیں ہو رہا تو یہ کیا معاملہ ہے وہ تو اس معاملے میں آپ کی معاونت کر رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ مجھے ایک منٹ دے دیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ آپ صرف سوال کا جز(د) دیکھ لیں کہ مذکورہ ضلع کی برانچوں میں اس وقت کتنے ایسے آفیسر و اہلکاران ہیں جن کی بے قاعدگیوں کی وجہ سے انکوائریاں چل رہی ہیں۔ میں نے یہ wide range question جان بوجھ کر کیا ہے کہ عابد ڈولہ کے علاوہ اور بھی ڈولہ ہے تو وہ بھی نکل آئے لیکن میں نے اس کو wide range کیا اور جان بوجھ کر کیا ہے کہ شاید کوئی اور بھی ہو اور purely ان کے interest میں کیا۔

جناب سپیکر: وہ شاید والے تو آ گئے ہیں لیکن وہ آئے نہیں ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ہاں! وہ عابد ڈولہ نہیں آیا۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! شیخ صاحب نے سوال کے ذریعے جو نشاندہی کی ہے اس کا ہم notice لیں گے۔

جناب سپیکر: کائرہ صاحب! میری بات سنیں کہ اگر آپ wording پر بھی جائیں گے تو پھر بھی آپ کو اسی طرح سے جواب دینا پڑے گا۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! وہ کیسے؟

جناب سپیکر: یعنی سوال یہ ہے کہ مذکورہ ضلع کی برانچوں میں اس وقت کتنے ایسے آفیسرز و اہلکاران ہیں جن کی بے قاعدگیوں کی وجہ سے انکوائریاں چل رہی ہیں جس کا یہ نام لے رہے ہیں ان کی کوئی انکوائری نہیں ہو رہی۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! جن کے بارے میں یہ فرما رہے ہیں وہ باہر جا چکے ہیں۔ دوسری اس انکوائری کے بارے میں جس طرح یہ کہہ رہے ہیں مکمل ہو چکی ہو گی لیکن اگر آپ دو دن کا ٹائم دیں تو میں ہاؤس میں اس انکوائری کی رپورٹ پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر: چلیں!آپ کو دو دن کا ٹائم دیتے ہیں، دو دن کے بعد آپ ہاؤس کو بتائیں گے کہ جس آدمی کا انہوں نے ذکر کیا ہے اس کی اب latest position کیا ہے اور آپ کی طرف سے کیا کارروائی ہوئی؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!ایک بات رہ گئی ہے کہ اگر اس کی انکوائری ہوئی ہے تو اس حوالے سے جو سٹیٹ بنک کو لیٹر گیا ہے وہ بھی منگوائیں۔

جناب سپیکر: جی، انشاء اللہ وہ پوری تفصیل لے کر آئیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: اگلا سوال اب ڈاکٹر اشرف چوہان صاحب کا ہے۔ ڈاکٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں؟۔۔۔ نہیں ہیں تو سوال نمبر 4884 کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔ تشریف فرما ہیں؟۔۔۔ نہیں ہیں۔ یہ سوال نمبر 5146 بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا سوال ہے، تشریف فرما ہیں؟۔۔۔ نہیں ہیں تو ان کا سوال نمبر 5516 بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 5518 بھی چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہی ہے تو یہ بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اب اگلا سوال ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! میں آ گیا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ آئیں۔ میں تو آپ کو بلا بلا کر تھک گیا ہوں، آپ ذرا گپ شپ تھوڑی لگایا کریں۔ آپ کا پہلا سوال تو dispose of ہو گیا ہے۔ اب آپ دوسرے سوال پر آ جائیں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ میں سوال نمبر 5696 کے جواب سے بھی مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔

ضلع گوجرانوالہ میں پنجاب کی برانچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5696: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں بنک آف پنجاب کی کتنی برانچیں ہیں؟

(ب) ان برانچوں کی سال2007-08،2008-09 کی آمدن اور اخراجات بتائیں؟

(ج) ان برانچوں کے انچارج صاحبان کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

(د) کون کون سی برانچ خسارے میں چل رہی ہے؟

(ہ) ان برانچوں سے مذکورہ بالا عرصہ کے دوران کتنی رقم بطور قرضہ ادا کی گئی، یہ قرضہ کس کس شرح سود پر دیا گیا؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

(الف) بنک آف پنجاب کی گیارہ برانچیں ہیں۔

(ب) تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) 2007 میں ضلع گوجرانوالہ کی کوئی برانچ خسارے میں نہیں تھی اور 2008 میں صرف ایک گکھڑ منڈی برانچ خسارے میں تھی۔

(ہ) تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس پر میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ میری بات سنیں۔ آپ نے اپنے دو سوال مکمل کر لئے ہیں۔ اب آپ کا ضمنی سوال نہیں بنتا لیکن اگر کوئی صاحب آپ کے ذریعے ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ یہ دیکھ لیں کہ آپ کے قوانین اور قاعدے مجھ پر ہی لاگو ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ بولتے ہی زیادہ ہیں اسی لئے آپ پر ہی ہو سکتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب جواب سے مطمئن ہیں اس لئے یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 5737 ہے اور اس کو منسٹر صاحب پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھ دیں۔

سال2009-10، سپلیمنٹری گرانٹ جاری کرنے کی تفصیلات

*5737: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ترقیاتی سکیموں کے لئے محکمہ پی اینڈ ڈی سالانہ بجٹ کے میزانیہ کے مطابق محکمہ خزانہ کو گرانٹ جاری کرنے کے لئے ہدایت جاری کرتا ہے؟

(ب) کیا محکمہ پی اینڈ ڈی کی ایڈوائس بجٹ میں مہیا کردہ گرانٹ کے مطابق ہوتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ پی اینڈ ڈی نے اپنے لیٹر نمبر RO(ADP)(17)1P&D 2009-Prority/ مورخہ 17۔اکتوبر2009 کو سپلیمنٹری گرانٹ برائے 10۔2009 کے لئے محکمہ خزانہ کو30.123 ملین بلاک ایلوکیشن برائے "Priority Programme" جو کہ جنرل سیریل نمبر4431ADP برائے10-2009 میں جاری کرنے کی ہدایت کی؟

(د) یہ فنڈز تین ماہ گزرنے کے باوجود ابھی تک محکمہ خزانہ نے جاری نہ کئے ہیں اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ترقیاتی سکیموں کے لئے محکمہ پی اینڈ ڈی سالانہ بجٹ کے میزانیہ کے مطابق محکمہ خزانہ کو گرانٹ جاری کرنے کے لئے ہدایات جاری کرتا ہے۔

(ب) محکمہ پی اینڈ ڈی بجٹ میں مختص دیگر سکیموں یا بلاکوں میں سے funds کو divert کر کے جاری کرنے کی ہدایات کرتا ہے۔ یہ فنڈز سپلیمنٹری گرانٹ سے مہیا کئے جاتے ہیں۔

(ج) درست ہے۔

(د) محکمہ پی اینڈ ڈی نے درج بالا فنڈز کی ایلوکیشن 17۔اکتوبر2009 کو کر دی تھی جس کے مطابق یہ فنڈز "Priority Programme" کے بلاک سے divert کئے گئے تھے۔ تاہم مالی مشکلات کے باعث محکمہ خزانہ اس بلاک میں سے لئے گئے فنڈز کو جاری نہ کر رہا تھا۔ تاہم جونہی مالی معاملات میں کچھ بہتری آئی محکمہ خزانہ نے فوراً29.376 ملین روپے مورخہ 10۔04۔03 کو جاری کر دیئے ہیں۔ ایڈوائس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جاری کردہ فنڈز محکمہ پی اینڈ ڈی کی ہدایت اور سکیموں کی انتظامی منظوری کو مد نظر رکھ کر کی جاتی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب یہ فنڈز 10-04-03 کو جاری کئے گئے تھے تو ہوتا یہ ہے کہ 30۔جون تک ان کی utilization کرنی ہوتی ہے تو کیا جو اپریل

میں فنڈز جاری کئے ہیں تو اس کے ڈیڑھ ماہ بعد ان فنڈز 29.376 کی utilization سو فیصد ہو گئی ہے اور اگر نہیں ہوئی تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! معزز ایم پی اے صاحب نے جو سوال پوچھا ہے وہ یہ ہے کہ اس وقت اس کا کیا status تھا؟ جب یہ funds جاری کر دیئے جاتے ہیں تو جو concerned محکمہ ہے اس نے یہ funds استعمال کرنے ہوتے ہیں اس کے بعد ہمارے پاس اس کا ریکارڈ نہیں رہتا۔ ان کا کام ہوتا ہے یا جب وہ tender کا process مکمل کرتے ہیں یا سکیموں کی implementation کے لئے concerned department جس میں Irrigation ہے اس نے خرچ کرنے تھے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: سی اینڈ ڈبلیو نے خرچ کرنے تھے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جی، سی اینڈ ڈبلیو نے خرچ کرنے تھے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں نے سوال اس لئے اٹھایا تھا کہ ان کی فنڈز کی advice 17۔اکتوبر 2009 کو جاری کی گئی ہے۔ محکمہ پی اینڈ ڈی نے اس کی advice 17۔اکتوبر 2009 کو جاری کی یعنی کہ چھ ماہ بعد فنڈز جاری کئے گئے جبکہ ڈیڑھ ماہ بعد lapse کر دیئے گئے تو بہتر تھا کہ اپریل میں یہ فنڈز ہی محکمہ خزانہ جاری نہ کرتا تو یہی وہ پالیسی ہے جو کہ غلط پالیسی ہے۔ گڈ گورننس کے نعرے لگانے والوں کی پالیسی نہیں ہونی چاہئے۔ At the end of financial year جو پیسے جاری کئے جاتے ہیں اس سے بہتر نہیں ہے کہ یہ پیسے محکمہ خزانہ مالی سال کے آغاز میں پوری planning کر کے جاری کرے۔ اگر مالی مشکلات تھیں تو یہ جاری ہی نہ کرتے، یہ فنڈز 30۔جون یعنی یکم جولائی کے بعد جاری کر دیتے تو بہتر ہوتا تاکہ یہ فنڈز utilize ہو جاتے۔ یہ تو اسی طرح ہی ہے کہ فنڈز دِکھا کر اس کے بعد واپس لے لئے گئے۔ یعنی چیز سامنے رکھ کر دِکھا کر کہا گیا کہ یہ وہ چیز ہے، آپ دیکھ سکتے ہیں لیکن اس کو استعمال نہیں کر سکتے تو انہوں نے ایسا ہی کیا کہ چیز دکھا دی یہ نوٹیفکیشن ہے، یہ فنڈز کی advice جاری ہو گئی ہے لیکن آپ اس کو استعمال نہیں کر سکتے تو کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ محکمہ اپنی پالیسی کو بدلے اور میرا اس میں ضمنی سوال یہی ہے کہ کیا محکمہ اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرے گا کہ آخری ماہ میں فنڈز جاری نہ کیا کرے بلکہ فنڈز پلاننگ کے ساتھ یکم جولائی کے بعد جاری کئے جائیں تو بہتر ہے؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! معزز ممبر کی تجویز بہت اچھی ہے۔ محکمہ اس پر غور کرے گا لیکن جیسا کہ سب جانتے ہیں ہمارے resources funds 80% فیڈرل گورنمنٹ سے آتے ہیں۔

جناب سپیکر: خزانے کی چابی ان کے ہاتھ میں دے دی لیکن ان کو یہ کہہ دیا کہ خرچ نہیں کرنے۔ بس ٹھیک ہے آپ کی مرضی ہے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! ایف بی آر کے جتنے بھی resources ہیں وہ مئی یا جون میں آتے ہیں اور اس کے مطابق ہم وہ فنڈز جو ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فنڈز ذرا پہلے جاری کر دیئے جائیں تو کام بہتر رہتا ہے۔ سوالات کا ٹائم ختم ہوا۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! آپ نے میرا نام پکارا تھا۔

جناب سپیکر: جی، پہلے پکارا تھا اس وقت آپ تھے نہیں۔ جی، کائرہ صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پنجاب بنک ضلع لودھراں، قرضہ جاری کرنے کی تفصیلات

*4540: جناب عبدالوحید چودھری: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لودھراں میں بنک آف پنجاب کی کتنی برانچیں کس کس جگہ کام کر رہی ہیں؟

(ب) ان برانچوں سے یکم جنوری 2008 سے آج تک کتنا قرضہ کس کس مقصد کے لئے دیا گیا؟

(ج) ان برانچوں سے پانچ لاکھ سے زائد کا قرضہ حاصل کرنے والے افراد کے نام اور پتا جات بتائیں؟

(د) ان قرضہ جات پر بنک نے قرضہ لینے والوں سے کس کس قسم کی گارنٹی لی؟

(ہ) اس وقت ان برانچوں کے ڈیفالٹر کی تعداد بتائیں؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

(الف) تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل تتمہ (ج) کالم 1تا4 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تفصیل تتمہ (ج) کالم 5اور 6 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) تفصیل تتمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب بنک ملتان، قرضہ جاری کرنے کی تفصیلات

*4541: جناب عبدالوحید چودھری: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ملتان میں بنک آف پنجاب کی کتنی برانچیں کس کس جگہ کام کر رہی ہیں؟

(ب) ان برانچوں سے یکم جنوری 2008 سے آج تک کتنا قرضہ کس کس مقصد کے لئے دیا گیا؟

(ج) ان برانچوں سے پانچ لاکھ سے زائد کا قرضہ حاصل کرنے والے افراد کے نام اور پتا جات بتائیں؟

(د) ان قرضہ جات پر بنک نے قرضہ لینے والوں سے کس کس قسم کی گارنٹی لی؟

(ہ) اس وقت ان برانچوں کے ڈیفالٹر افراد کی تعداد کتنی ہے؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

(الف) تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) تفصیل تتمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع گوجرانوالہ، بنک آف پنجاب کی برانچیں و دیگر تفصیلات

*4889: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں بنک آف پنجاب کی کتنی برانچیں کس کس جگہ کام کر رہی ہیں؟

(ب) ان برانچوں سے یکم جنوری 2008 سے آج تک کتنا قرضہ کس کس مقصد کے لئے دیا گیا؟

(ج) ان برانچوں سے پانچ لاکھ سے زائد قرضہ حاصل کرنے والے افراد کے نام اور پتا جات بتائیں؟

(د) اس وقت ان برانچوں کے ڈیفالٹرز کی تعداد بتائیں؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

(الف) تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تفصیل تتمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع سرگودھا، ای ڈی او فنانس کے دفتر میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5146: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں ای ڈی او فنانس کے تحت کتنا عملہ کام کر رہا ہے؟

(ب) اس کو سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی رقم سال وار موصول ہوئی؟

(ج) کتنی رقم ان سالوں کے دوران سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم ان سالوں کے دوران سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول / ڈیزل پر خرچ ہوئی؟

(ہ) مذکورہ آفس میں کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں، ان کے نمبر اور ماڈل نیز یہ کس کس کے استعمال میں ہیں؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

(الف) ضلع سرگودھا میں ای ڈی او فنانس کے ماتحت کل 41 ملازم کام کر رہے ہیں۔

(ب) سال 08۔2007 میں مبلغ -/1,18,12000 اور سال 09۔2008 میں مبلغ -/1,550,000 روپے کا بجٹ ملا۔

(ج) سال 08۔2007 کے دوران تنخواہوں کی مد میں مبلغ -/66,26,523 روپے اور ٹی اے / ڈی اے کی مد مبلغ -/2,92,712 اور سال 09۔2008 میں تنخواہوں کی مد میں مبلغ -/7,679,528 اور ٹی اے / ڈی اے کی مد میں مبلغ -/282,184 روپے خرچ کئے گئے ہیں۔

(د) سال08۔2007میں سرکاری گاڑیوں کی مرمت کی مد میں مبلغ-/2,30,644روپے اور پٹرول /ڈیزل کی مد میں مبلغ-/4,31,320روپے اور سال09۔2008 میں سرکاری گاڑیوں کی مرمت کی مد میں مبلغ-/1,34,928اور پٹرول /ڈیزل کی مد میں مبلغ -/4,28,306روپے خرچ کئے گئے۔

(ہ) ای ڈی او(ایف اینڈ پی) کے دفتر میں چار عدد گاڑیاں ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	گاڑی نمبر	ماڈل	زیر استعمال
i	SGF 9977	1992	ای ڈی او(ایف اینڈ پی)
Ii	SGG 333	2007	ڈی او(پلاننگ)
iii	SGG 111	2007	ڈی او(اکاؤنٹس)
Iv	SGE 5600	1988	ڈی او(ای اینڈ آئی پی)

حافظ آباد ٹریژری آفس کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*5516: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹریژری آفس حافظ آباد کو سال08۔2007اور09۔2008 کے دوران کتنی رقم سالانہ فراہم کی گئی؟

(ب) مذکورہ عرصہ میں ملازمین کی تنخواہوں، ٹی اے /ڈی اے اور گاڑیوں پر کتنے اخراجات ہوئے؟

(ج) مذکورہ عرصہ میں ریٹائرڈ ملازمین کو میڈیکل re-imbursement کی مد میں کتنی ادائیگی کی گئی؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

(الف) ٹریژری آفس حافظ آباد کو مالی سال 08۔2007 اور 09۔2008میں بالترتیب -/3,405,000روپے (ضمیمہ الف ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے)اور-/4,586,000 روپے(ضمیمہ ب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے) غیر ترقیاتی مد میں فراہم کئے گئے۔

(ب) سال 08۔2007 میں دفتر خزانہ کے ملازمین کی تنخواہوں پر مبلغ-/3,243,174اور ٹی اے /ڈی اے کی مد میں-/80,000روپے(ضمیمہ ج ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے) خرچ ہوئے اور سال09۔2008 میں ملازمین کی تنخواہوں کی مد میں۔/74,387,377 روپے اور ٹی اے /ڈی اے کی مد میں۔/89,929روپے(ضمیمہ د ایوان کی میز پر رکھ دیا

گیا ہے) خرچ ہوئے۔ دفتر خزانہ حافظ آباد کو سرکاری گاڑی مہیا نہیں کی گئی ہے اور اس مد میں کوئی خرچہ نہیں ہوا ہے۔

(ج) سال 08۔2007 اور 09۔2008 میں میڈیکل (re-imbursement) کی مد میں کوئی ادائیگی نہیں کی گئی۔

پنجاب کو بجلی کی رائلٹی نہ ملنے کی تفصیلات

*5518: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کو غازی بروتھا، منگلا ڈیم اور نندی پور سے بجلی پر رائلٹی نہیں مل رہی، اگر ہاں تو حکومت پنجاب نے اب تک مذکورہ رائلٹی حاصل کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں، تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

آئین کے آرٹیکل (2)161 کے تحت صوبوں کو ان ڈیموں سے رائلٹی حاصل ہوتی ہے جن کے پاور جنریشن یونٹس ان صوبوں میں موجود ہوں۔ صوبہ پنجاب میں کل سات پاور جنریشن پراجیکٹس غازی بروتھا، چشمہ، رسول، چھچھ کی ملیاں، نندی پور، شادی وال اور رینالہ کے مقام پر لگے ہوئے ہیں۔ منگلا ڈیم کا پاور جنریشن یونٹ صوبہ پنجاب کی حدود سے باہر ہے لہذا اس ڈیم سے پنجاب کو رائلٹی نہیں مل سکتی۔

البتہ یہ درست ہے کہ از 97۔1996 تا حال پنجاب کو مندرجہ بالا Power Generation Projects سے بجلی پر رائلٹی نہیں مل رہی تھی۔ وفاقی کابینہ کے اجلاس مورخہ 7۔اکتوبر 2009 میں صوبہ پنجاب کا مطالبہ تسلیم کیا گیا کہ اسے غازی بروتھا سمیت تمام سٹیشنز سے ہائیڈل پرافٹ بمعہ بقایا جات ادا کیا جائے۔ اس فیصلہ کے فوری عملدرآمد کے نتیجہ میں حکومت پنجاب کے اس ضمن میں 05۔2004 تک کے بقایا جات کی مد میں مبلغ 10۔ارب روپے وصول ہو چکے ہیں۔ امید ہے کہ وفاقی حکومت 30۔جون 2010 تک مزید مبلغ 3۔ارب روپے حکومت پنجاب کو ادا کر دے گی جبکہ باقی 15۔ارب روپے وفاقی حکومت اگلے تین مالی سالوں میں 5۔ارب روپے سالانہ کے حساب سے ادا کرے گی۔ 05۔2004 کے بعد بقایا جات کے حوالے سے وفاقی وزارت پانی و بجلی نے تمام stakeholders پر مشتمل ایک

Technical Committee بنائی ہے جو موجودہ حالات حقائق اور NHP پر پیش کردہ نئے فارمولوں کی روشنی میں قابل قبول فارمولا وضع کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ 05۔2004 کے بعد کے عرصہ کی رائلٹی کا تعین اس فارمولے کے طے ہونے کے بعد کیا جائے گا۔

ضلع فیصل آباد۔لوکل فنڈ آڈٹ کے ملازمین و دیگر تفصیلات

*6033: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں لوکل فنڈ آڈٹ کے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ب) لوکل فنڈ آڈٹ نے سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران کن کن سرکاری اداروں کا آڈٹ کیا؟

(ج) آڈٹ کے دوران کتنی رقم کے خُورد بُرد کا انکشاف ہوا؟

(د) کتنی رقم برآمد ہوئی اور کن کن سے برآمد ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم کن کن سے وصول کرنی ہے؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

(الف) ضلع فیصل آباد میں لوکل فنڈ آڈٹ کے ملازمین کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام اسامی	سکیل	تعداد	جگہ تعیناتی
1	ڈویژنل ڈائریکٹر	19	1	ڈویژنل ڈائریکٹوریٹ۔
2	ڈائریکٹر (آڈٹ)	18/19	1	ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن لائل پور و مدینہ ٹاؤن۔
3	ڈپٹی ڈائریکٹر (آڈٹ)	18	1	فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی، فیصل آباد۔
4	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (آڈٹ)	17	3	ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن اقبال ٹاؤن، جناح ٹاؤن، جڑانوالہ ٹاؤن۔
5	آڈٹ آفیسر	16	5	ڈویژنل ڈائریکٹوریٹ، ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن لائل پور ٹاؤن، چک جھمرہ ٹاؤن، سمندری ٹاؤن، تاندلیانوالہ ٹاؤن
6	آڈیٹر	14/13	17	ڈویژنل ڈائریکٹوریٹ و ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشنز ضلع فیصل آباد۔
7	سٹینوگرافر	15	1	ڈویژنل ڈائریکٹوریٹ۔
8	کمپیوٹر آپریٹر	12	1	ڈویژنل ڈائریکٹوریٹ۔
9	سینئر کلرک	9	1	ڈویژنل ڈائریکٹوریٹ۔
10	جونیئر کلرک	7	3	ڈویژنل ڈائریکٹوریٹ۔

11	ڈرائیور	5	1	ڈویژنل ڈائریکٹوریٹ۔
12	دفتری	3	1	ڈویژنل ڈائریکٹوریٹ۔
13	نائب قاصد	2	4	ڈویژنل ڈائریکٹوریٹ۔

(ب) مالی سال09۔2008 اور اس سے آگے تحصیل /ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشنز اور یونین ایڈمنسٹریشنز کا سالانہ آڈٹ آڈیٹر جنرل آف پاکستان کر رہا ہے۔تاہم مارکیٹ کمیٹی اور محکمہ اوقاف کے زونل آفس کا سالانہ آڈٹ برائے سال09۔2008تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔سالانہ آڈٹ برائے سال10۔2009،30۔جون کے بعد شروع کیا جائے گا یعنی کہ مالی سال مکمل ہونے کے بعد آڈٹ کیا جاتا ہے۔

(ج) مارکیٹ کمیٹیوں اور محکمہ اوقاف کے سالانہ آڈٹ برائے سال 09۔2008 مندرجہ ذیل بے ضابطگیاں /نقصانات /زائد ادائیگیوں کی نشاندہی کی گئی۔

نمبر شمار	نام ادارہ	بے ضابطہ ادائیگی (روپے)	نقصان (روپے)	زائد ادائیگی (روپے)	میزان (روپے)
1	مارکیٹ کمیٹی چک جھمرہ	4,13,777/-	1,92,632/-	---	6,06,409/-
2	مارکیٹ کمیٹی تاندلیانوالہ	1,63,283/-	29,704/-	396/-	1,93,383/-
3	مارکیٹ کمیٹی جڑانوالہ	1,25,338/-	9,77,822/-	---	11,03,160/-
4	مارکیٹ کمیٹی سمندری	9,21,333/-	2,16,842/-	---	11,38,175/-
5	مارکیٹ کمیٹی ماموں کانجن	---	3,357/-	---	3,357/-
6	مارکیٹ کمیٹی گوجرہ	20,630/-	1,43,339/-	---	1,63,969/-
7	مارکیٹ کمیٹی کمالیہ	---	1,42,705/-	1,192/-	1,43,897/-
8	مارکیٹ کمیٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ	5,243/-	8,08,573/-	400/-	8,14,216/-
9	مارکیٹ کمیٹی پیر محل	1,965,532/-	15,397/-	11,721/-	19,26,650/-
10	مارکیٹ کمیٹی جھنگ	6,89,230/-	1,39,839/-	---	8,29,069/-
11	مارکیٹ کمیٹی شورکوٹ	1,77,567/-	9,701/-	---	1,87,268/-
12	مارکیٹ کمیٹی شاہ جیونہ	45,617/-	5,416/-	6,145/-	54,178/-
13	مارکیٹ کمیٹی لالیاں	13,690/-	28,366/-	92,762/-	1,34,818/-
14	مارکیٹ کمیٹی چنیوٹ	2,24,545/-	8,248/-	49,126/-	2,81,919/-
15	زونل دفتر اوقاف	92,293/-	10,389/-	29,760/-	1,36,442/-

(د) لوکل فنڈ آڈٹ ڈیپارٹمنٹ کا کام اوپر دیئے گئے اداروں میں آڈٹ کرنا اور رپورٹ کی شکل میں مالی بے ضابطگیوں،نقصانات،زائد ادائیگیوں اور قانونی بے ضابطگیوں وغیرہ کی نشاندہی کرنا اور متعلقہ انتظامیہ کے علم میں لانا ہے تاکہ ضروری کارروائی کر کے ادارہ کو مالی نقصان سے

بچا سکیں۔لوکل فنڈ آڈٹ کا کام ان رقوم کی برآمدگی کرنا نہ ہے۔ برآمدگی کرنا متعلقہ ادارہ جات کی انتظامیہ کے دائرہ اختیار میں ہے۔

(ہ) وصولی کے متعلق معلومات متعلقہ ادارہ جات کی انتظامیہ سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔

فیصل آباد،ای ڈی او فنانس کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*6034: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ای ڈی او فنانس آفس فیصل آباد کو سال09۔2008 اور10۔2009 کے دوران کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) اس کے پاس کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں؟

(ج) اس کے ماتحت کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(د) ان ملازمین کے سال09۔2008 اور10۔2009 کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے کے اخراجات بتائیں؟

(ہ) ان کے پاس کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

(الف) ای ڈی او (فنانس) آفس فیصل آباد کو سال09۔2008 کے بجٹ میں مبلغ۔/3,225,713 روپے مختص کئے گئے۔ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے اور بجٹ برائے سال 10۔2009 میں مبلغ۔/33,00,171 روپے مختص کئے گئے۔

(ب) ای ڈی او (فنانس) آفس فیصل آباد میں ایک گاڑی نمبر FSL۔478 زیر استعمال ہے۔

(ج) ای ڈی او (فنانس) آفس فیصل آباد میں گریڈ 1 تا 15 کی 11 اسامیاں ہیں جن میں سے تاحال 7 ملازمین کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ای ڈی او (فنانس) فیصل آباد کے ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے کی مد میں سال09۔2008 میں بالترتیب مبلغ۔/1480800 اور مبلغ۔/39,865 روپے خرچ ہوئے ضمیمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے اور اس طرح سال10۔2009 میں تنخواہوں کی مد میں مبلغ ۔/1366481 روپے اور ٹی اے کی مد میں مبلغ۔/7040 روپے ضمیمہ (ر) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ہ) ای ڈی او (فنانس) آفس فیصل آباد میں سال 09۔2008 اور 10۔2009 میں چار اسامیاں خالی ہیں۔

ڈی اے او جہلم کے خلاف ٹیچرز ایسوسی ایشن کی شکایات اور حکومتی اقدامات

*6544: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس جہلم کے ملازمین کے خلاف ٹیچرز ایسوسی ایشن جہلم کے عہدیداران نے مختلف بدعنوانیوں کی شکایات تحریری طور پر متعلقہ افسران کو دی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان بدعنوانیوں پر قومی اخبارات میں خبریں اور کالم تحریر ہوئے ہیں؟

(ج) کیا حکومت نے ان پر تحقیقات کروائی ہیں، اگر ہاں تو یہ تحقیقات کس کس نے کب کیں، اس میں کن کن ملازمین کو قصوروار ٹھہرایا گیا اور ان کے خلاف کیا ایکشن لیا گیا؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے اس سلسلے میں پنجاب ٹیچرز ایسوسی ایشن تحصیل پنڈ دادنخان کی قرارداد کی نقل مورخہ 2010۔02۔15 ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے کو بذریعہ ڈاک ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس جہلم میں موصول ہوئی جس میں دو چیزوں کی نشاندہی کی گئی تھی۔

1۔ کچھ اساتذہ کو سالانہ ترقی نہ ملنا۔

2۔ کچھ نئے بھرتی ہونے والے اساتذہ کو چھ ماہ کی تنخواہ کی عدم دستیابی۔

ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر کی فوری تحقیق پر معلوم ہوا کہ چند ملازمین جن کی تعیناتی 31۔ مئی 2009 کے بعد عمل میں لائی گئی SAPR/3PIFRA سسٹم کے تحت کمپیوٹر میں سالانہ ترقی نہیں لگی تاہم جنوری 2010 میں ان ملازمین کی سالانہ ترقی مع بقایاجات کی ادائیگی کمپیوٹر کے ذریعے کر دی گئی۔

مزید برآں ڈی سی او صاحب جہلم نے اپنے حکم مورخہ 9۔ ستمبر 2009 ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا) میں نئی بھرتی کرنے سے منع کر دیا تھا اور موجودہ مالی سال 10۔2009 میں جو بھی بھرتی ہوئی اسے suspend کرنے کو کہا تھا۔ جیسے ہی ڈی۔ سی۔ او صاحب نے 2009۔12۔17 کو تنخواہوں کے اجراء کا حکم دیا تو ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر نے فوری ادائیگی

شروع کر دی ماسوائے ان 88ایس ایس ای (کمپیوٹر سائنس) کے جن کی محکمہ تعلیم نے تاحال نہ پوسٹیں دی ہیں اور نہ ہی بجٹ مہیا کیا گیا ہے ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) اس سلسلے میں پنجاب ٹیچرز ایسوسی ایشن پنڈ دادنخان ضلع جہلم کے صدر کا بیان تین اخبارات میں آیا ہے۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ ماسوائے ایس ایس ای (کمپیوٹر سائنس) کے تمام اساتذہ کو پہلے ہی تنخواہ کی ادائیگی ہو چکی تھی۔

(ج) چونکہ نئے بھرتی ہونے والے اساتذہ کی تنخواہوں کا مسئلہ حل ہو چکا تھا ماسوائے ایس ایس ای (کمپیوٹر سائنس) جن کی ضلعی حکومت جہلم نے تاحال پوسٹوں کی دستیابی اور بجٹ کی فراہمی نہیں کی اور اس سلسلے کا اکاؤنٹس آفس جہلم سے تعلق نہ تھا اس لئے کسی تحقیق کا جواز نہ تھا۔

ڈی اے او جہلم، تعینات عملہ اور بجٹ سے متعلقہ تفصیلات

*6545: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس جہلم میں کتنا عملہ حکومت پنجاب کا کام کر رہا ہے، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور عرصہ تعیناتی بتائیں؟

(ب) ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس جہلم کو سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران حکومت پنجاب کی جانب سے سالانہ کتنی رقم کس کس مد کے لئے فراہم کی گئی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ کافی ملازمین عرصہ دس سال سے اسی آفس میں کام کر رہے ہیں ان کے خلاف کافی مالی، کرپشن اور بدعنوانی کی شکایت کے باوجود ان کو یہاں سے ٹرانسفر نہیں کیا جا رہا ہے؟

(د) کیا حکومت ان ملازمین کے خلاف انکوائری کروانے اور ان کو یہاں سے ٹرانسفر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

(الف) ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس جہلم میں حکومت پنجاب کے کل 29 ملازمین کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

(ب) ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس جہلم کو سال09۔2008 میں مبلغ۔/6,754,000روپے اور سال 10۔2009 میں مبلغ۔/7,125,000روپے فراہم کئے گئے ہر ایک مد کی رقم کی تفصیل ضمیمہ (ب وج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

(ج) کچھ ملازمین عرصہ دس سال سے اس آفس میں کام کر رہے ہیں ان کے خلاف کوئی مالی کرپشن یا بدعنوانی کی شکایت موصول نہیں ہوئی اور نہ ہی کوئی انکوائری زیر التواء یا زیر نگرانی ہے۔

(د) کیونکہ کسی ملازمین کے خلاف مالی بدعنوانی کی کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی اس لئے کسی کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو رہی ہے۔ البتہ حکومت نے تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات ملازمین کو ٹرانسفر کرنے کے لئے تمام ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسرز کو بذریعہ چٹھی نمبری83/3۔12(TT)SO2010۔03۔27dated ضمیمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے پہلے ہی ہدایت جاری کی جا چکی ہے۔

چیف انسپکٹریٹ آف ٹریژریز کے دفتر کا قیام و دیگر تفصیلات

*6761: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چیف انسپکٹریٹ آف ٹریژریز کے قیام کے مقاصد کیا ہیں؟

(ب) اس کا سال09۔2008 اور 10۔2009 کا بجٹ سال وار بتائیں؟

(ج) اس کے فرائض کیا ہیں؟

(د) اس کے تحت صوبہ میں کتنے دفاتر کس کس لیول پر قائم ہیں؟

(ہ) اس وقت مذکورہ آفس میں گریڈ11 اور اوپر کی کل اسامیاں گریڈوار کتنی ہیں؟

(و) اتنی اسامیاں گریڈوار خالی پڑی ہیں؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

(الف) انسپکٹریٹ آف ٹریژریز، محکمہ خزانہ کا ذیلی محکمہ ہے، جو کہ چیف انسپکٹر آف ٹریژریز کی سربراہی میں کام کرتا ہے، انسپکٹریٹ کا بنیادی مقصد ضلعی و تحصیل دفاتر خزانہ کے انتظامی مالی و تکنیکی معاملات کی نگرانی کرنا ہے۔ انسپکٹریٹ کا قیام اکاؤنٹس کی صوبے کو منتقلی کے فیصلے

کے تناظر میں عمل میں آیا تھا۔تاہم بعدازاں وفاقی حکومت کے اس فیصلے پر عملدرآمد کو موخر کرنے کی وجہ سے انسپکٹریٹ کو جزوی طور پر فعال کیا گیا ہے۔

(ب) انسپکٹریٹ کا سالانہ بجٹ (revised) برائے سال 09۔2008 اور 10۔2009 درج ذیل ہے۔

برائے مالی سال09۔2008۔ /6,659,000روپے

برائے مالی سال10۔2009۔ /8,838,000روپے

(ج) انسپکٹریٹ کا بنیادی کام ماتحت ضلعی و تحصیل دفاتر خزانہ کی کارکردگی کی نگرانی کرنا ہے۔ مزید برآں مالی بے ضابطگی،متعلقہ قوانین و طریق کار کی خلاف ورزی کی نشاندہی اور پالیسی ہدایات کا ضروریات کے مطابق جائزہ لینا ہے۔اس سلسلہ میں اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کا تعاون بھی حاصل کیا جاتا ہے۔

(د) اس وقت صوبہ بھر میں ضلعی سطح پر،36 ضلعی دفاتر خزانہ /ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس اور تحصیل کی سطح پر86 تحصیل دفاتر خزانہ قائم ہیں۔

(ہ)

پے سکیل	عہدہ	تعداد
بنیادی سکیل12	سٹینوگرافر	05
بنیادی سکیل16	اکاؤنٹنٹ	04
بنیادی سکیل18	ڈپٹی انسپکٹر آف ٹریژریز	04
بنیادی سکیل19	انسپکٹر آف ٹریژریز	04
بنیادی سکیل20	چیف انسپکٹر آف ٹریژریز	01

(و)

پے سکیل	عہدہ	تعداد
بنیادی سکیل12	سٹینوگرافر	05
بنیادی سکیل16	اکاؤنٹنٹ	02
بنیادی سکیل18	ڈپٹی انسپکٹر آف ٹریژریز	04
بنیادی سکیل19	انسپکٹر آف ٹریژریز	03

ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس خانیوال میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7412:رانا بابر حسین:کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس خانیوال میں کل کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ب) کتنے ملازمین کے خلاف اس وقت کس کس بناء پر قانونی اور محکمانہ انکوائریاں کہاں کہاں چل رہی ہیں؟

(ج) کتنے ملازمین حکومت کی پالیسی کے برعکس اس آفس میں تین یا اس سے بھی زائد سالوں سے فرائض سرانجام دے رہے ہیں؟

(د) کیا حکومت، پالیسی کے برعکس تعینات ملازمین کو یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

(الف) ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس کا نظم و نسق صوبائی اور وفاقی حکومت کے دوہرے انتظام کے تحت ہے۔ صوبائی اور وفاقی حکومت کے اہلکاران کی فہرست مع کوائف (ضمیمہ الف، ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس وقت ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس خانیوال کے کسی آفیسر یا اہلکار کے خلاف کسی قسم کی قانونی یا محکمانہ انکوائری نہ ہے۔

(ج) حکومتی پالیسی کے مطابق افسران / اہلکاران کے تبادلہ کا طریق کار درج ذیل ہے۔

برائے افسران: تین سال کے بعد ضلع سے باہر تعیناتی۔

برائے اہلکاران: تین سال کے بعد دفتر کے اندر مختلف سیٹوں پر تبادلہ۔

اس پالیسی کے مطابق ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس خانیوال کے جن ملازمین کا عرصہ تعیناتی تین سال سے زائد ہو چکا ہے۔ ان کی فہرست مع کوائف (ضمیمہ ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) وفاقی ملازمین کی تبدیلی کا اختیار اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کو ہے جبکہ صوبائی ملازمین کی ضلع بہ ضلع تبدیلی کا اختیار صوبائی حکومت (محکمہ خزانہ پنجاب) کو ہے۔ تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات ملازمین کو حکومتی پالیسی کے مطابق مرحلہ وار ٹرانسفر کیا جا رہا ہے۔ تاہم افسران و اہلکاران کی تبدیلی اندریں دفتر بسلسلہ assignments ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں بذریعہ چٹھی نمبری IT(FD)3-1/88(Mise)-VOI-III مورخہ

1998۔12۔23ضمیمہ (د)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے پہلے ہی ہدایات جاری کی جاچکی ہیں جس کی تاکید بذریعہ نمبرSO(TT)12۔3/93 مورخہ 2010۔03۔27ضمیمہ (ر) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مزید برآں تمام ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسرز کو بذریعہ چٹھی نمبرSO(TT)12۔1/2004 مورخہ 2010۔10۔08ضمیمہ (س)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے پھر ہدایت کی ہے کہ جن ملازمین کا عرصہ تعیناتی تین سال سے زائد ہے ان کو فوراً تبدیل کیا جائے اس کے علاوہ اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کو بھی پالیسی کے مطابق وفاقی اکاؤنٹس ملازمین کو ٹرانسفر کرنے کے لئے چٹھی نمبرSO(TT)12۔1/2004 مورخہ 2010۔10۔08ضمیمہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبہ میں تعینات ڈویژنل ڈائریکٹرز لوکل فنڈ آڈٹ کی تفصیلات

*7447:چودھری ظہیر الدین خان:کیاوزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں اس وقت تعینات ڈویژنل ڈائریکٹرز لوکل فنڈ آڈٹ کے نام اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان میں سے کتنے ڈویژنل ڈائریکٹرز کے خلاف کن کن وجوہات کی بناء پر کارروائی ہو رہی ہے؟

(ج) ان میں سے کتنے افسران عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی جگہ تعینات ہیں اور ان کو تبدیل نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

(الف)

سیریل نمبر	نام	جگہ تعیناتی	تاریخ تعیناتی
1	مسٹر طارق اسد بٹ	ڈویژنل ڈائریکٹر،لوکل فنڈ آڈٹ،لاہور	18۔12۔2006
2	مسٹر عامر سعید	ڈویژنل ڈائریکٹر،لوکل فنڈ آڈٹ،گوجرانوالہ	19۔11۔2008
3	سید محمد سہیل شوکت	ڈویژنل ڈائریکٹر،لوکل فنڈ آڈٹ،فیصل آباد	01۔09۔2010
4	مسٹر گلزار احمد	ڈویژنل ڈائریکٹر،لوکل فنڈ آڈٹ،راولپنڈی	19۔11۔2008
5	مسٹر عبدالحکیم نون	ڈویژنل ڈائریکٹر،لوکل فنڈ آڈٹ،ملتان	16۔02۔2009
6	مسٹر منور حسین کانجو	ڈویژنل ڈائریکٹر،لوکل فنڈ آڈٹ،سرگودھا	11۔03۔2008
7	مسٹر افتخار الدین	ڈویژنل ڈائریکٹر،لوکل فنڈ آڈٹ،بہاولپور	17۔02۔2009

8	راؤجاوید اقبال	ڈویژنل ڈائریکٹر،لوکل فنڈآڈٹ،ڈیرہ غازی خان	04-06-2010
9	مسٹر شفقت علی خان	ڈویژنل ڈائریکٹر،لوکل فنڈآڈٹ،ساہیوال	02-09-2010

(ب) بتاریخ2010-09-28تک کسی بھی افسر بالا کے خلاف کوئی انکوائری نہیں چل رہی ہے۔

(ج) درج بالاافسران میں سے صرف ڈویژنل ڈائریکٹر،لوکل فنڈآڈٹ،لاہور کے اپنی تعیناتی کے تین سال مکمل ہو چکے ہیں۔

ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس سرگودھا کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*7468: **محترمہ زوبیہ رباب ملک**: کیاوزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال2008-09اور2009-10 کے دوران ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس سرگودھا کو کتنی رقم کس کس مد کے لئے وصول ہوئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں پر خرچ ہوئی؟

(ج) ان سالوں کے دوران کتنی رقم سرکاری ملازمین کے ٹی اے/ڈی اے کی ادائیگی پر خرچ ہوئی؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت/پٹرول/ڈیزل پر خرچ ہوئی؟

(ہ) ان سالوں کے دوران کتنی رقم دفاتر کی تزئین وآرائش پر خرچ ہوئی؟

(و) کتنی رقم یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی پر خرچ ہوئی؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

الف) ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس سرگودھا کو مالی سال 09-2008 میں۔/14,391,300روپے ضمیمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیاہے اور مالی سال10-2009میں۔/14,972,753 روپے(ضمیمہ ب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیاہے) غیر ترقیاتی فنڈز کی مد میں بجٹ ملا۔

(ب) مالی سال09-2008کے دوران سرکاری ملازمین کی تنخواہوں پر۔/12,899,101روپے (ضمیمہ ج ایوان کی میز پر رکھ دیا گیاہے)اور سال10-2009کے دوران۔/14,396,988 روپے(ضمیمہ دایوان کی میز پر رکھ دیا گیاہے)خرچ ہوئے۔

(ج) ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر سرگودھا کے ملازمین کو ٹی اے ڈی اے کی ادائیگی پر سال 09-2008میں۔/1,34,000روپے اور سال10-2009کے دوران۔/1,20,417روپے خرچ ہوئے۔

(د) ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر سرگودھا کے پاس سرکاری گاڑی نہ ہے لہذا گاڑیوں کی مرمت پر کوئی رقم خرچ نہ ہوئی ہے البتہ کمپیوٹر لیب کے جنریٹر کے لئے ڈیزل پر سال 09۔2008 کے دوران۔/128,936اور سال10۔2009کے دوران۔/149,999روپے خرچ ہوئے ہیں۔

(ہ) سال 09۔2008 اور10۔2009 کے بجٹ میں ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر سرگودھا کی تزئین وآرائش کے لئے کوئی رقم مختص نہ کی گئی لہذااس میں دفتر کی جانب سے کوئی خرچہ نہ ہوا ہے۔

(و) ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر سرگودھا کے یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی پر مندرجہ ذیل اخراجات ہوئے۔

	2008۔09	2009۔10
ٹیلیفون	78,588/۔	67,970/۔
گیس	21,280/۔	175,000/۔
بجلی	391,068/۔	552,623/۔

سرکاری ملازمین کو ہاؤس ایکوائر کرنے کی سہولت فراہم کرنے کی تفصیلات

*7490: محترمہ خدیجہ عمر: کیاوزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وفاقی دارالحکومت اسلام آباد اور صوبائی دارالحکومت کوئٹہ، پشاور اور کراچی میں کام کرنے والے سرکاری ملازمین صوبائی ووفاقی دونوں کو اپنے سکیل کے مطابق ہاؤس acquire کرنے کی سہولت ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ پنجاب کے صوبائی دارالحکومت لاہور میں کام کرنے والے ملازمین کو ایسی سہولت فراہم نہیں کی گئی ہے جس کی وجہ سے ہزاروں ملازمین حکومت کی طرف سے سرکاری رہائش گاہ فراہم نہ کرنے اور ہاؤس ایکوائر نہ کرنے کی سہولت نہ ہونے کی بناء پر سخت پریشان ہیں؟

(ج) کیا حکومت دیگر صوبوں کی طرح صوبائی دارالحکومت لاہور میں کام کرنے والے صوبائی ملازمین کو ہاؤس ایکوائر کی سہولت فراہم کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) پہلے جملے کا جواب درست ہے۔ دوسرے جملے پر "No comments"

(ج) تمام ملازمین کو اس سال بنیادی تنخواہ کا 50 فیصد ایڈہاک الاؤنس اور میڈیکل الاؤنس دیا گیا ہے کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جس سے ملازمین کی مشکلات کافی حد تک کم ہو گئی ہیں۔ اس سے حکومت کے وسائل پر بوجھ بڑھ گیا ہے لہذا اس وقت حکومت کسی ایسی مزید سہولت دینے کے بارے میں نہیں سوچ رہی۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، حضرت صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: خیال رکھیں یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ایک بہت اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ 30۔ دسمبر کو پرویز الہیٰ صاحب اور ان کے ساتھی ننکانہ براستہ شیخوپورہ گئے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کوئی چیز لے کر آئیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ میں کوئی غیر قانونی یا اسمبلی کی provisions کے خلاف بات نہیں کر رہا تو جب پرویز الہیٰ صاحب اور ان کے ساتھی فیروز وٹواں پہنچے تو وہاں پر جو کچھ مسلح لوگ تھے انہوں نے زبردست ہوائی فائرنگ کی جس کے نتیجہ میں ایک شخص موقع پر ہلاک ہو گیا اور چار شخص شدید زخمی ہوئے جو اس وقت بھی اپنی زندگی کی آخری سانسیں لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، Resolution لے کر آئیں، کوئی چیز لے کر آئیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): اور وہی لوگ بعد میں فائرنگ کرنے کے بعد، شیخوپورہ کے لوگوں نے دیکھا کہ وہ فائرنگ پرویز الہیٰ اور اس کے ساتھیوں کے ایماء اور ان کے کہنے پر ہوئی۔ گزارش یہ ہے کہ انتظامیہ نے اس وقوعہ کو چھپانے کی خاطر ایک شخص کو گرفتار کر کے اصل ملزموں کے خلاف

کوئی کارروائی نہ کی ہے اور وہی مسلح اشخاص، وہی اشتہاری لوگ پرویزالٰہی کے قافلوں میں سوار ہو کر ننکانہ گئے۔ پھر ننکانہ میں بھی جاکر انہوں نے automatic weapons کے ساتھ شدید فائرنگ کی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ حکومت میں ہیں۔ (قطع کلامیاں)

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): ان کو ابھی تک گرفتار نہیں کیا گیا جو اصل ملزم ہیں جن کے ایماء پر یہ کام کیا گیا ہے۔۔۔ (شوروغل)

جناب سپیکر: پتا نہیں کہاں سے آ گئے ہیں، ایسی باتوں کا کوئی فائدہ بھی ہے، آپ لکھ پڑھ کر لائیں، کوئی چیز لائیں۔ توجہ دلاؤ نوٹس لے کر آئیں پھر میں دیکھوں گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: انہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ پنجاب میں ان کی حکومت نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری عامر سلطان چیمہ!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! پنجاب میں آپ کی حکومت ہے، اگر کوئی بات ہے تو آپ کارروائی کریں۔

جناب سپیکر: جی، آپ مجھ سے بات کریں۔ منڈا صاحب! آپ تشریف رکھیں، کیا ہے یہ؟

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): یہ وہ لوگ ہیں جو ایم کیو ایم کے ساتھی ہیں اور اشتہاریوں کے ساتھ ان کا تعلق ہے۔ یہ دہشت گرد اور غنڈوں کے ساتھی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، منڈا صاحب! آپ کی یہ بات ٹھیک نہیں ہے، آپ تشریف رکھیں۔ مائیک بند کریں۔ ان کا مائیک بند کریں۔ (قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، چودھری عامر سلطان چیمہ!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اگر وہاں پر کوئی غیر قانونی اقدام اٹھایا گیا ہے تو اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے، کیوں نہیں کرتے کارروائی؟

جناب سپیکر: آپ کیا کرتے ہیں، ماحول کو کیوں خراب کر رہے ہیں، حضرت کیا کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر!ان لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچنا چاہئے جنہوں نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔قانون سب کے لئے برابر ہے۔

جناب سپیکر: کسی کے لئے بھی کوئی اور قانون نہیں ہے۔قانون سب کے لئے ایک ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): ان لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچائیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: کسی نے روکیا تہانوں، تُسی تے کارروائی وِی نہیں کر سکدے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر!میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جمہوریت کا دائرہ ہے اور پرویز الٰہی صاحب نے جلسہ کیا ہے ان کو ہر طرح کے جلسے کرنے کی آزادی تھی انہوں نے جلسہ کیا اور وہاں پر انتظامی معاملات کو ہم نے خود handle کیا انہیں مکمل protection مہیا کی،ان کی حفاظت بھی ہونی چاہئے لیکن میں یہ ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ اسی ضلع ننکانہ میں جب 18۔فروری2008 کے الیکشن میں میاں محمد شہباز شریف صاحب جلسہ کرنے گئے تھے تو ہمیں کسی نے سٹیج بھی نہیں لگانے دیا تھا اور اب جو mishap ہوا ہے وہ لوگ کیفر کردار تک پہنچنے چاہئیں جنہوں نے ایک معصوم آدمی کو قتل کیا ہے اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے شیر، شیر کی نعرہ بازی)

اور ان لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچنا چاہئے جنہوں نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔قانون سب کے لئے برابر ہے۔

جناب سپیکر: جی، جس کسی نے قانون کو ہاتھ میں لیا ہوگا تو اس کے خلاف ایکشن ہوگا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): اور قانون توڑنے والے کی معافی نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔آپ کی اجازت ہو تو میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ کیا ہے؟

پوائنٹ آف آرڈر

ورک چارج ملازمین کو ملازمت سے نکالنے کے متعلق حکومتی پالیسی کی وضاحت کا مطالبہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں فنانس منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج کے اخبار کے اندر ایک خبر ہے کہ پنجاب حکومت work charged employees کو نوکریوں سے نکال رہی ہے یہ آج کی اخبار کے اندر خبر ہے وہ کہتا ہے کہ:

> The Government of the Punjab has directed all governments and city government departments to fire all part time and work charged employees due to un-availability of funds for their salaries.

جناب سپیکر! لوگوں کو کئی کئی مہینے سے تنخواہیں نہیں ملیں۔ آپ کے توسط سے میں فنانس منسٹر صاحب سے پوچھوں گا کہ work charged employees کو نکالنے کی کیا حکومت کی طرف سے کوئی ہدایات گئی ہیں اور ان کی تنخواہیں نہ ملنے والا جو مسئلہ ہے اس سلسلے میں بھی اگر فنانس منسٹر صاحب واضح کر دیں کہ حکومت کی پالیسی کیا ہے؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! جتنے بھی employees ہیں ان کو حکومت پنجاب بروقت تنخواہیں دیتی ہے اگر کسی employee، کسی سیکشن یا سیکٹر میں تنخواہیں نہیں ملیں تو وہ میں دیکھ لیتا ہوں، ان کو بھی بروقت تنخواہیں ملیں گی۔ جو work charged employees کی بات ہے جہاں پر ضرورت ہوتی ہے وہاں پر ہی employees رکھے جاتے ہیں اگر کسی جگہ ضرورت نہیں ہے تو اس لئے ان کو نہیں نکالا جاتا کہ تنخواہ کے لئے پیسے نہیں ہیں بلکہ وہاں پر کام نہیں ہوتا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اسی سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ سیکرٹریٹ ملازمین کو 20 فیصد سپیشل الاؤنس دیا جاتا ہے۔ جو چھوٹے Class IV کے غریب ملازمین ہیں، 09-07-01 کو یہ نوٹیفکیشن جاری ہوا تھا اس کے بعد یہ بند کر دیا گیا۔ یہ سیکرٹریٹ الاؤنس سی ایم سیکرٹریٹ کے ملازمین کو دیا جا رہا ہے جبکہ گورنر ہاؤس کے ملازمین کو نہیں دیا جا رہا تو اس میں کیا انفرادیت ہے یا تو سی ایم ہاؤس کے ملازمین کا بھی بند کیا جائے یا پھر گورنر ہاؤس کے ملازمین کو بھی یہ سیکرٹریٹ الاؤنس دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ میری بات پہلے ہو گئی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے پوچھنا چاہوں گا کہ یہ ورک چارج ملازمین کو نکالنے کی پالیسی ہے یا نہیں؟ اس خبر کے مطابق جو لوگ سات آٹھ سال سے کام کر رہے ہیں ان لوگوں کو نکالنے کے لئے حکومت پنجاب نے ہدایات دی ہیں اور مجھے اس دن کسی نے یہ بھی بتایا ہے کہ پنجاب ہاؤس اسلام آباد کے جو ورک چارج ملازمین ہیں ان کو بھی پچھلے چار مہینے سے تنخواہیں نہیں ملی ہیں۔ کیا حکومت پنجاب کے مالی حالات اتنے خراب ہو گئے ہیں کہ اب وہ ورک چارج ملازمین کو تنخواہیں نہیں دے رہی آیا ان کو نکالنے کے لئے کوئی ہدایات دی گئی ہیں یا نہیں؟ اس اخبار کی خبر کے مطابق یہ ہدایات دی گئی ہیں کہ ان کو نکالا جائے اور اس کے اندر یہ وجہ بتائی گئی ہے کہ Due to unavailability of funds for their salaries. تو یہ ایک بڑی پریشان کرنے والی بات ہے اور یہ بڑا serious issue ہے جو میں آپ کے سامنے لایا ہوں۔

جناب سپیکر: وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میں نے پہلے ہی عرض کیا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے بتا تو دیا ہے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب والا! انہوں نے جو سوال پہلے کیا تھا وہی دہرایا ہے مجھے بھی وہی جواب دہرانا پڑے گا کیونکہ میں نے اس کا جواب بڑا واضح دیا تھا کہ "ورک چارج وہ ہوتا ہے جب تک کام ہو، اس وقت تک وہ کام کرتے ہیں۔ جب کام نہیں ہوتا تو اس وقت ان کو فارغ کر دیا جاتا ہے"۔ اگر کام ہوتا تو ہم ان کو regular کر دیتے یا contract پر لے لیتے۔ اس وجہ سے کسی کو فارغ نہیں کیا جا رہا کہ تنخواہوں کے لئے پیسے نہیں ہیں، تنخواہوں کے لئے اس سال ہمیں NFC کے ذریعے پچھلے سال کے مقابلے میں 100۔ارب زیادہ مل رہے ہیں اس لئے مالی حالات پہلے سے زیادہ بہتر ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ نے فرمایا تھا کہ وزیر قانون صاحب آ جائیں تو آپ یہ معاملہ اٹھانا۔

جناب سپیکر: کون سا؟

شیخ علاؤالدین: وہی جو پرائیویٹ سکولوں کی فیسوں والا ہے۔ وزیر قانون صاحب تشریف لے آئے ہیں۔

جناب سپیکر: راناصاحب! پرائیویٹ سکولوں کی فیسوں کا معاملہ تھا اس پر ایک کمیٹی بھی بنی تھی آپ کے پاس صاحبان بھی گئے ہوں گے اور آپ ان سے ملے بھی ہوں گے آج اس کا کوئی جواب آپ کے پاس ہے یا نہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سیکرٹریٹ سے information لے کر شیخ صاحب کی خدمت میں پیش کر دوں گا، off hand مجھے اس بارے میں کوئی بات یاد نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وہ کمیٹی آپ کی زیر نگرانی تھی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جی، میں آج ہی اس کے بارے میں پتا کر لوں گا off hand مجھے اس بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! یہ جو پرائیویٹ کالج اور سکول ہیں ان پر ایک کمیٹی بھی بنی تھی، ان کے جو ارباب اختیار ہیں ان کو بلایا گیا تھا۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں نے ان کو floor دیا ہے آپ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! شیخ صاحب نے تو بولنا ہی تھا۔۔۔

جناب سپیکر: وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! وہ پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے حضرت ان کو اجازت دی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! انہوں نے اجازت مانگی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں نے اجازت خود دی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! میں آپ سے اجازت مانگتا رہا ہوں، آپ نے مجھے اجازت نہیں دی۔

جناب سپیکر: ایک معاملہ بڑی دیر سے pending تھا اس کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں 31۔دسمبر یا نیا سال منانے کے لئے یہاں نہیں آتا۔ جو لوگ آتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: ان کی بات سنیں۔

شیخ علاؤالدین: جو لوگ آپ سے اجازت لینے کے لئے آتے ہیں ان کو اجازت ہو گی۔ میں ایک burning issue لایا ہوں کہ ان پرائیویٹ سکولوں کے ٹیچروں نے بیڑا غرق کر دیا ہے۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ والدین کہاں سے پیسا دیں گے؟ 60ہزار روپے کا بل ایک بچے کا ہے لیکن یہ ان لوگوں کا issue نہیں ہے جو واقعی پیسا دے سکتے ہیں جن کے unfair means ہیں اور ان لوگوں کو احساس تک نہیں ہے کہ ایک عام آدمی کے ساتھ کیا بیت رہی ہے کیونکہ جن لوگوں نے New Year منانا ہے، جنہوں نے ساٹھ ستر ہزار یا ایک لاکھ روپیہ ایک ادا پر دینا ہے۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں۔ وہ کہہ رہے کہ میں پتا کر کے بتاؤں گا۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اب پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں۔ جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: اب آپ دیکھیں۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ کل آپ کو اس بارے میں مکمل رپورٹ بتاؤں گا۔ جی، آپ فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! شیخ صاحب میرے لئے بڑے محترم ہیں لیکن میں ان سے پہلے کھڑا ہوا تھا میں نے point of order raise کیا آپ نے اشارہ کیا اور میں چپ کر کے بیٹھ گیا۔ وہ اٹھے اور انہوں نے بغیر پوائنٹ آف آرڈر کے بات کی۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ایک issue پہلے سے چل رہا تھا۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں خود اس issue کے بارے میں بات کر رہا تھا اور میں یہ بتانا چاہتا تھا کہ یہ ایک دفعہ اسی House میں table بھی ہو چکا ہے۔ آپ نے اس پر ایک کمیٹی بنا دی اور اس کمیٹی نے آج تک کچھ بھی نہیں کیا اور میں خود اس کا mover تھا۔ اب میں بھی اسی سلسلے میں بات کرنا چاہتا تھا شیخ صاحب تو امیر آدمی ہیں یہ بچوں کی فیسیں بھر سکتے ہیں ہم لوگ تو فیسیں بھی نہیں بھر سکتے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اب آپ یہ دیکھ لیں کہ یہ پھر میرے متعلق بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، اس طرح سے بات کرنا مناسب نہیں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ نے مجھے floor دیا ہے، میں بات کر رہا ہوں۔ شیخ صاحب میرے لئے انتہائی قابل احترام ہیں۔ یہ غصے میں آ جاتے ہیں انہیں پتا نہیں چلتا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ میں ان کا colleague ہوں اور مجھے یہ کہہ رہے ہیں کہ unfair means اور یہ یہاں پر 31۔دسمبر اور New Year منانے آ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کو نہیں کہا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ہم تو وہ لوگ ہیں۔ میں ایک شعر ان کی نذر کرتا ہوں۔

میں اپنے بچوں کو باتوں میں لگا لیتا ہوں
جب سرِ راہ کھلونوں کی دکاں آتی ہے

جناب سپیکر! ہم تو وہ غریب لوگ ہیں جو اپنے بچوں کو دلاسے دے کر زندگیاں گزار رہے ہیں۔ یہ امراء کے چونچلے ہیں جو ہمیں 31۔دسمبر کا بتاتے ہیں کیا ہم 31۔دسمبر منانے کے لئے اسمبلی میں آتے ہیں؟ شیخ صاحب کھڑے ہو کر کہہ دیں کہ یہ 31۔دسمبر منانے کے لئے آتے ہیں پھر میں ان کو جواب دوں گا۔ میں ان کا بحیثیت بڑا بھائی احترام کرتا ہوں اور ایک اچھا پارلیمنٹیرین ہونے کے ناتے۔۔۔

جناب سپیکر: اچھی بات ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! انہیں جب floor ملتا ہے وہ اس کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری دلآزاری ہوئی ہے اگر شیخ صاحب میں جرأت ہے تو انہیں معذرت کرنی چاہئے کہ میں نے اس کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ میں نے کوئی ایسی سخت بات نہیں کی تھی rules and regulations کی بات کی تھی جس پر شیخ صاحب نے مجھے unfair means بھی بتا دیئے، شیخ صاحب نے مجھے 31۔دسمبر بھی بتا دیا۔ میں نے تو آپ سے request کی تھی کہ وزارت ثقافت کو کہیں کہ وہ بندوبست کرے۔ اگر مجھ میں ہمت ہوتی تو میں خود کر لیتا لیکن یہ بڑی زیادتی ہے۔۔۔

ایک آواز: واک آؤٹ۔

جناب سپیکر: کیا کہا آپ نے؟

سید حسن مرتضیٰ: نہیں، میں walk-out نہیں کر رہا، شیخ صاحب کی معذرت کا انتظار کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں، شیخ صاحب نے اپنے آپ کو کہا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: اچھا ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے اپنے آپ کو کہا ہے کہ میں یہاں کوئی 31۔دسمبر منانے کے لئے نہیں آتا۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! بہت مہربانی۔ آپ نے کمال کا جواب دیا لیکن آپ 31۔دسمبر کی شام کی کارروائی نکلوالیں۔ ان کا ویسے ہی میرے دل میں بہت احترام ہے، یہ تشریف لائے انہوں نے آپ سے request کی کہ۔۔۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: نکلوالیں، میں دعویٰ سے کہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے پتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: آپ کو یاد ہے؟ انہوں نے کہا New Year منانے دیں اور فوراً باہر چلے گئے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں۔

شیخ علاؤالدین: آپ مانیں یہ بات ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: ایک منٹ، آپ میری بات سنیں۔ کسی محکمے کا ذکر موصوف نے ضرور کیا تھا مجھے یاد ہے۔ اب آپ اس بات کو چھوڑیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں کچھ نہیں کہہ رہا لیکن یہ ریکارڈ کی بات ہے اور دوسرا یہ کہ یہ اپنے بچوں کو بہلاتے ہیں تو دوسروں کے بچوں کو کیوں کھلاتے ہیں؟

جناب سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس کو لیتے ہیں۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب والا! اگر اجازت ہو تو۔۔۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ بھی ان کے بعد آ جائیں، اب سینئر منسٹر صاحب کھڑے ہیں۔ جی، فرمائیں!

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پچھلے چند دنوں سے پہلے وفاقی حکومت سے جناب مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے اپنے ایک وزیر کے نکالے جانے پر صرف one

one point agenda پر انہوں نے وفاقی حکومت سے علیحدگی اختیار کی اس کے بعد point agenda پر متحدہ قومی موومنٹ نے حکومت سے علیحدگی کا اعلان کل کیا ہے۔ انتہائی بدقسمتی کی بات ہے کہ جمہوریت دشمن عناصر اور وہ لوگ جو اس ملک پر آمریت کے ذریعے حکومت کرتے ہیں اور وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ جمہوریت کا موجودہ نظام جس کو قائم کرنے کے لئے محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) نے اپنی جان کی قربانی دی ہے۔ یہ نظام کسی طریقے سے derail ہو، میں آج یہاں پر واضح الفاظ میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے یہ نظام derail نہیں ہوگا، اس ملک میں جمہوریت چلے گی، جمہوری ادارے چلیں گے۔ اگر کوئی بلیک میل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کی کوشش کو کامیاب ہونے نہیں دیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ جمہوری ادارے مضبوط ہوں گے اور پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت اپنا پانچ سال کا tenure پورا کرے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

صدر آصف علی زرداری صاحب صدر کے عہدے پر انشاء اللہ اپنے پانچ سال پورے کریں گے اور جن کو سازشوں کا شوق ہے وہ اپنا یہ شوق پورا کرے، بڑی تسلی کے ساتھ وہ اپنا یہ شوق پورا کرے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں کسی کو ایسا شوق نہیں ہے۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): وفاق کو ہم کچھ نہیں ہونے دیں گے اور جہاں تک پنجاب کی بات ہے بہت سارے بے چارے بغلیں بجا رہے ہیں یہاں بھی ہم کچھ نہیں ہونے دیں گے۔ یہاں بھی ہم جمہوری اداروں کو مضبوط رکھیں گے۔

جناب سپیکر: جی، انشاء اللہ۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): انشاء اللہ تعالیٰ۔

جناب سپیکر: مہربانی آپ کی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ میں نے پہلے مخدوم صاحب سے کہا ہے۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! شیخ صاحب نے جو بات کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ان کی بات چھوڑیں، وہ ختم ہو گئی۔ آپ اپنی بات کریں۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: نہیں۔ میں دوسرے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔ ہم نے یہ دیکھا ہے کہ اس ہاؤس کی طرف سے جو قانون سازی ہوتی ہے اس میں ہم ممبران کا بہت کم in put ہوتا ہے۔ اس میں زیادہ تر

بیوروکریسی کی طرف سے drafting ہو کر پیش ہوتی ہے۔شیخ صاحب نے جو فیسوں والا issue اٹھایا ہے میں اس سلسلے میں آپ کے پاس اور ڈپٹی سپیکر صاحب کے پاس بھی حاضر ہوا تھا کہ فیسوں کا مسئلہ بھی اور پرائیویٹ سکول جو بہت زیادہ کم عمر کے بچوں پر اصرار کرتے ہیں کہ انہیں اس عمر میں ہی داخل کرایا جائے تاکہ وہ شروع سے ہی زیادہ سے زیادہ فیس لے سکیں۔ انہیں کنٹرول کرنے کے لئے آپ سے اور ڈپٹی سپیکر صاحب سے بھی درخواست کی تھی کہ سٹاف کا کوئی آدمی دیں جو اسے بل کی شکل میں ڈرافٹ کرنے میں میری مدد کر دے، چونکہ میں اسے ہاؤس میں لانا چاہتا ہوں۔آپ جس کے بھی ذمے لگاتے ہیں وہ یا تو بات گول کر جاتے ہیں یا جواب دے دیتے ہیں کہ جناب یہ ہمارے بس میں نہیں ہے۔میں آپ سے درخواست کروں گا کہ فیسوں کے ساتھ ساتھ اس چیز کو بھی دیکھیں اور ہمیں کوئی support provide کریں تاکہ ہم باقاعدہ اس طرح کا بل ہاؤس میں لے کر آئیں۔

جناب سپیکر: ڈرافٹنگ کے لئے آپ کے نزدیک ہی بیٹھے ہیں اور آپ کے ساتھی ہیں۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! آپ سٹاف میں سے کوئی بندہ provide کر دیں۔

جناب سپیکر: عمران صاحب آپ کے نزدیک بیٹھے ہیں۔آپ ان کے ساتھ مل بیٹھ کر ڈرافٹنگ کر لیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہاں پر ابھی سینئر منسٹر صاحب نے کچھ کلمات کہے ہیں تو میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے کسی کا نام نہیں لیا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: میں بھی یہی کہہ رہا ہوں کہ وہ یہ بتائیں کہ کون سازشیں کر رہا ہے، سازشوں میں کون شامل ہے، سازشیں تو یہ خود کر رہے ہیں۔یہ عوام کے ساتھ مہنگائی کی سازش کر رہے ہیں۔ انہوں نے تیل کی قیمت بڑھا دی، انہوں نے گیس بند کر دی، انہوں نے انڈسٹری بند کر دی۔عوام کے ساتھ تو یہ خود سازشیں کر رہے ہیں۔یہ اپنے پاؤں پر تو خود کلہاڑی مارے جا رہے ہیں۔یہ دوسروں پر کیچڑ کیوں اچھالتے ہیں، قاتل لیگ کہنے والے آج ہمارے گھر کس منہ سے تشریف لائے ہیں؟ یہ کبھی کچھ ذکر کرتے ہیں اور کبھی کچھ۔یہ تو وقت بتائے گا کہ سازشیں یہ کر رہے تھے یا وہ لوگ کر رہے ہیں جن کا یہ ذکر کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اچھا جی، آپ بھی آ جائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں اس ملک کے اندر 9 سالہ آمریت کے بعد جمہوریت آئی ہے اور ہر آدمی نے اپنی اپنی پارٹی کے اندر رہتے ہوئے ایک کردار ادا کیا ہے اور یہ 9 سالوں کی ایک داستان ہے۔ ہم اور ہماری پارٹی کے قائد میاں محمد نواز شریف یہ کہتے ہیں کہ ہم اس جمہوری سسٹم کو derail نہیں ہونے دیں گے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ملک کے اندر جمہوریت چلنی چاہئے اور جو چھوٹے موٹے گروپ بلیک میلنگ کر رہے ہیں ہم ان کی کٹھ پتلی کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میں آپ سب کو شاباش دیتا ہوں جو جمہوریت کے لئے لڑتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): لیکن ہمیں بھی اپنی صفوں کو درست کرنا ہو گا اور جمہوریت کے اندر جو خامیاں ہیں، جو کمیاں ہیں، جو کوتاہیاں ہیں ہمیں انہیں پورا کرنا ہو گا اور سترہ کروڑ عوام کے حقوق کا خیال رکھنا ہو گا۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): ہمیں مہنگائی پر کنٹرول کرنا ہو گا۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: جی، کنٹرول کریں۔ اب توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ آپ کے کتنے منٹ چلے گئے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس سید حسن مرتضیٰ صاحب کی طرف سے ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ تحصیل گوجرہ میں ڈکیتی کے دوران عورتوں اور مردوں پر ڈاکوؤں کا تشدد و دیگر تفصیلات

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ماسٹر محمد ظفر رہائشی چک نمبر332ج ب تحصیل گوجرہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے گھر12ڈکیت اسلحہ سمیت زبردستی گھر میں داخل ہوئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ڈاکوؤں نے مردوں اور عورتوں کو تشدد کا نشانہ بنایا اور گھر سے زیورات اور نقدی لوٹ کر فرار ہو گئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس واقعہ کا مقدمہ تھانہ نواں لاہور گوجرہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 241/10بجرم397اور دیگر دفعات کے تحت درج ہوا۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملزمان پولیس ملازمین کی سرپرستی کی وجہ سے مدعی مقدمہ کو جان سے مارنے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔پولیس ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کر رہی ہے۔کیا حکومت اس واقعہ میں ملوث ملزمان گرفتار کرنے اور ان کے سرپرست پولیس ملازمین کے خلاف قانونی محکمانہ کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: راناصاحب!اس کا جواب آپ کے پاس ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جی،جناب سپیکر!اس کا جواب میرے پاس ہے۔

(الف) یہ درست ہے کہ مدعی نے اپنے تحریری بیان میں 12نامعلوم افراد کا تحریر کیا مگر بعد ازاں اپنے تتمہ بیان میں اپنے ہی گاؤں کے دو افراد اختر حسین اور عمران عرف کالا کو نامزد کیا جن کا چودہ یوم ریمانڈ حاصل کر کے تفتیش عمل میں لائی گئی جو ملزمان بے گناہ ہونے پر عدالت سے ڈسچارج ہوئے۔بعد ازاں مدعی نے مسمی معظم علی سکنہ موضع بھتل ضلع شیخوپورہ نامزد کیا۔جس کی گرفتاری کے لئے ضلع شیخوپورہ اور سیالکوٹ میں مختلف جگہوں پر ریڈ کئے گئے مگر وہ گرفتار نہ ہوا جس کے وارنٹ گرفتاری حاصل کئے گئے ہیں اور انشاء اللہ جلد ملزم کو گرفتار کر کے مقدمہ کو حقائق پر یکسو کیا جائے گا۔

(ب) یہ درست ہے۔البتہ اس ضمن میں مقدمہ درج رجسٹرڈ ہو چکا ہے اور تفتیش جاری ہے۔

(ج) یہ درست ہے۔

(د) یہ غلط ہے کہ کوئی پولیس افسر یا ملازم اس مقدمہ میں ملزمان کی مدد کر رہا ہے اور نہ ہی دوران تفتیش ایسی کوئی بات سامنے آئی ہے کہ مدعی کو قتل کی دھمکیاں مل رہی ہیں اور اس سلسلہ میں مدعی نے بھی درخواست کسی بھی مجاز افسر کو یا متعلقہ تھانے میں نہ گزاری ہے۔البتہ اب

ڈی پی او کی زیر نگرانی اس مقدمے کی تفتیش کو انتہائی پروفیشنل انداز میں آگے بڑھایا جارہا ہے اور امید ہے کہ ان ملزمان کو جلد گرفتار کر کے ان کا چالان عدالت میں پیش کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ شاہ صاحب! اب آپ اس میں کیا کہنا چاہتے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں یہاں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب میں نے یہ توجہ دلاؤ نوٹس جمع کروایا تھا تو اس کے بعد جو وہاں نئے ڈی پی او آئے انہوں نے میرے ساتھ رابطہ بھی کیا اور بات بھی کی اور انہوں نے خود اس بات کو تسلیم کیا کہ ہم نے اس پر کافی محنت کی ہے۔ انہوں نے واقعی اس پر محنت کی بھی ہے لیکن کافی ایسی چیزیں ہیں جن کی وجہ سے اس میں گنجائش رہ گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم خود بھی اس پر مطمئن نہیں ہیں لہذا آپ مدعی کو میرے پاس بھیجیں اسے جو help درکار ہو گی ہم اس کی داد رسی کی پوری کوشش کریں گے۔ لاء منسٹر صاحب نے جو جواب دیا ہے وہ درست ہے میں اس سے مطمئن ہوں لیکن میں یہاں چاہوں گا کہ اس ڈی پی او کو خراج تحسین پیش کیا جائے کہ وہ خود اس میں اتنا interested ہے کہ میں اس کیس کو solve کروں۔ یہاں پر ہم ہمیشہ پولیس پر تنقید کرتے ہیں لیکن اگر وہ کوئی اچھا کام کرے تو اسے خراج تحسین بھی پیش کرنا چاہئے اور میں نے اسی لئے یہ دو لفظ بولے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس محمد طارق گجر صاحب کی طرف سے ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں ایک نہایت اہم بات کی طرف جناب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: Call Attention Notice کا وقت صرف پندرہ منٹ ہوتا ہے۔ آپ اس کے بعد پوائنٹ آف آرڈر لے لیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میں ایسی بات کرنے لگا ہوں جس کا پورے پنجاب سے تعلق ہے اور انتہائی غریب لوگوں سے تعلق ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ میں رانا صاحب کی موجودگی میں یہ بات کروں۔ ایک پالیسی جسے recruitment policy for class IV employees کا نام دیا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب! میرے خیال میں آپ میری بات نہیں سمجھ پائے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ توجہ دلاؤنوٹس کا وقت پندرہ منٹ ہوتا ہے۔ اگر ان کے پندرہ منٹ ضائع ہو جائیں گے تو پھر یہ laps ہو جائے گا۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میں wait کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اگلا توجہ دلاؤنوٹس محمد طارق گجر صاحب کی طرف سے ہے۔ گجر صاحب تشریف فرما ہیں؟۔۔۔ تشرف نہیں رکھتے لہذا یہ توجہ دلاؤنوٹس dispose of کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: وہ ہیں ہی نہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ یہ معاملہ انتہائی اہمیت کا ہے اور اس واقعہ میں ایک تین سالہ بچی سماویہ دختر سجاد جس کو گوجرانوالہ میں گھر سے اغواء کر کے زیادتی کا نشانہ بنایا گیا اور بعد میں دوسرے دن اس کی نعش ملی۔ میں اس سلسلے میں اس معزز ایوان کو اعتماد میں لینا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں مقدمہ درج ہونے کے بعد میں خود بھی وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم پر تعزیت کے لئے وہاں اس خاندان کے پاس گیا تھا مجھ سے پہلے سینئر وزیر راجہ ریاض صاحب بھی وہاں تشریف لے گئے تھے۔ علاقے کے لوگوں اور مدعی فریق کا یہ گلہ تھا کہ جب انہوں نے متعلقہ تھانے میں اس معاملے کو رپورٹ کیا تو تھانے کے ایس ایچ او انسپکٹر عبدالجبار نے صحیح طور پر شنوائی نہیں کی جس پر اس کے خلاف 155-C Police Order 2002 کے تحت مقدمہ درج کیا گیا اور اس کے خلاف regular inquiry initiate ہو چکی ہے۔ یہ inquiry جونہی مکمل ہوتی ہے تو in accordance with law اس کو punishment دی جائے گی۔ اس کے علاوہ اس مقدمہ میں ملوث ایک مشتبہ شخص جو کہ اسی محلے کا رہائشی پٹھان تھا اس کے عزیز منگل خان ولد عبدالرحمٰن کو گرفتار کیا گیا اور اس کی نشاندہی پر پھر افغانستان سے اس کی والدہ اور ایک بھائی کو گرفتار کیا گیا ہے۔ اب تک 54 لوگوں کو شامل تفتیش کیا گیا ہے۔ ایسے افراد کہ جن پر انتہائی شبہ تھا یا circumstances evidence کے تحت وہ مشکوک بنتے تھے ان میں سے 12 افراد کے D.N.A tests کروائے گئے ہیں۔ ان tests کا result جلد متوقع ہے۔ یہ result آنے کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ رحیم اللہ جس پر بنیادی طور پر اس بات کا شک گزرا تھا وہ اس میں ملوث ہے یا نہیں، اسی طرح دوسرے جن لوگوں پر شک تھا ان کے بھی D.N.A tests

کروائے گئے ہیں اور result کے بعد ملزم کا تعین ہو جائے گا۔انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اس مقدمے کو حقائق کے اوپر یکسو کیا جائے گا اور ملزم کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دلانے کے لئے اس مقدمے کا چالان عدالت میں پیش کیا جائے گا۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے اس Call Attention Notice کا بڑا تفصیلی جواب دیا ہے۔ میری اس حوالے سے آپ سے گزارش ہو گی کہ یہ ایک بڑا نازک معاملہ ہے لہذا اس کی رپورٹ دو تین ماہ بعد House میں پیش کی جائے کہ اس بارے میں کیا action لیا گیا ہے تاکہ سارے House کے علم میں اس کی پیشرفت آ سکے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔اس وقت S.S.P(Investigation) سپیکر گیلری میں موجود ہیں اور میں اس بارے میں خود بھی R.P.O صاحب سے کہہ دوں گا کہ جونہی اس میں کوئی further development ہوتی ہے تو اس سے ایوان کو بھی آگاہ کر دیا جائے۔

رپورٹیں
(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: چلیں، مہربانی۔ملک وارث کلو صاحب تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

تحاریک استحقاق نمبر 8 اور 33 بابت سال 2010 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں تحاریک استحقاق نمبر 8 اور 33 بابت سال 2010 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔رپورٹیں پیش ہوئیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، کرنل نوید ساجد صاحب! آپ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں؟

پوائنٹ آف آرڈر

درجہ چہارم کی بھرتی پالیسی پر نظر ثانی کا مطالبہ

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! class-IV employees کے بارے میں ایک recruitment policy ہے میں اسی کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں جو criteria fix کیا گیا ہے اس کے مطابق numbers رکھے گئے ہیں۔ اگر کوئی applicant میٹرک ہے تو اس کو 30 numbers دیئے جاتے ہیں اسی طرح اگر کوئی applicant ایف۔اے ہے تو اس کو 40 numbers اور اگر کوئی گریجویٹ ہے تو اس کو 50 numbers دیئے جاتے ہیں۔ class-IV میں بیلدار بھی آتے ہیں جن کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ پڑھے لکھے ہوں بلکہ اس کے لئے زیادہ بہتر ہے کہ وہ ناخواندہ ہوں۔ ان اسامیوں پر selection کے وقت پڑھے لکھے applicant کو 30 numbers تو ویسے ہی مل جاتے ہیں اور اس کی وجہ سے اَن پڑھ آدمی کو chance ہی نہیں ملتا، اس کی باری ہی نہیں آتی۔ یہ ایک بڑی discrimination ہے اور یہ Human Rights کے اصولوں کے بھی خلاف ہے۔ اس recruitment policy کی وجہ سے ایک اَن پڑھ آدمی کے rights کو deny کیا جا رہا ہے کہ وہ کسی نوکری کا اہل نہیں ہے جبکہ بیلدار کے لئے بنیادی کام یہ ہوتا ہے کہ اس نے کسّی چلانی ہوتی ہے اور سڑک پر کام کرنا ہوتا ہے۔ اگر کوئی ایف اے پاس یا گریجویٹ اس اسامی پر رکھ لیا جائے گا تو وہ کام نہیں کرے گا۔ اس کی reason یہ ہے کہ آج کا پڑھا لکھا نوجوان office کے کام کو زیادہ prefer کرتا ہے۔ سڑک یا نہروں کے اوپر کام کرنا وہ پسند نہیں کرتا۔ وزیر قانون صاحب یہاں پر موجود ہیں میری آپ کی وساطت سے ان سے گزارش ہو گی کہ اس recruitment policy کو revise کروایا جائے اور اَن پڑھ آدمی کو اس کا جائز حق دلایا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے off hand تو اس بارے میں علم نہیں ہے۔ جس طرح سے معزز ممبر نے فرمایا ہے یقیناً ایسا ہی ہو گا۔ یہ مہربانی کریں اور اس سلسلے میں باقاعدہ کوئی motion لے آئیں تاکہ باضابطہ طور پر محکمے سے جواب لیا جا سکے اور اس کے مطابق اس recruitment policy میں کوئی correction مطلوب ہوئی تو وہ کروا دی جائے گی۔

جناب سپیکر: کرنل نوید ساجد صاحب! آپ اس بارے میں کوئی motion لے آئیں۔ اب وزیر قانون اسمبلی کی مجالس میں ترمیم کی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ تحریک پیش کریں۔

مجالس قائمہ میں ترمیم کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 150(A) کے تحت قائد ایوان، سینئر وزیر اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے سٹینڈنگ کمیٹی برائے انڈسٹریز میں حاجی ناصر محمود سابق ایم پی اے، پی پی۔111 کی خالی ہونے والی نشست پر حاجی عمران ظفر ایم پی اے، پی پی۔111، سٹینڈنگ کمیٹی برائے فارسٹری اینڈ فشریز کی خالی نشست پر سردار میر بادشاہ خان قیصرانی ایم پی اے، پی پی۔240، سٹینڈنگ کمیٹی برائے لیبر اینڈ ہیومن ریسورسز میں جناب رضوان نوریز گل سابق ایم پی اے، پی پی۔34 کی خالی ہونے والی نشست پر چودھری شاہد انجم پی پی۔284، سٹینڈنگ کمیٹی برائے فوڈ میں جناب یاسر رضا ملک سابق ایم پی اے، پی پی۔13 کی خالی ہونے والی نشست پر ملک غلام رضا ایم پی اے، پی پی۔13، سٹینڈنگ کمیٹی برائے کامرس اینڈ انوسٹمنٹ میں جناب محمد رؤف خالد سابق ایم پی اے، پی پی۔284 کی خالی ہونے والی نشست پر سید احمد مجتبیٰ گیلانی ایم پی اے، پی پی۔206، سٹینڈنگ کمیٹی برائے مینجمنٹ اینڈ پروفیشنل ڈویلپمنٹ میں جناب محمد رؤف خالد سابق ایم پی اے، پی پی۔284 کی خالی ہونے والی نشست پر جناب اعجاز احمد کاہلوں ایم پی اے، پی پی۔34 اور سٹینڈنگ کمیٹی برائے انوائرنمنٹ پروٹیکشن میں جناب اللہ وسایا المعروف چنوں خان لغاری سابق ایم پی اے، پی پی۔259 کی خالی ہونے والی نشست پر محترمہ رعنا رضوی، ڈبلیو۔344 کو منتخب قرار دیا جائے۔"

(اذان عشاء)

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 150(A) کے تحت قائدایوان، سینئر وزیر اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے سٹینڈنگ کمیٹی برائے انڈسٹریز میں حاجی ناصر محمود سابق ایم پی اے، پی پی۔111 کی خالی ہونے والی نشست پر حاجی عمران ظفرایم پی اے، پی پی۔111، سٹینڈنگ کمیٹی برائے فارسٹری اینڈ فشریز کی خالی نشست پر سردار میر بادشاہ خان قیصرانی ایم پی اے، پی پی۔240، سٹینڈنگ کمیٹی برائے لیبر اینڈ ہیومن ریسورسز میں جناب رضوان نوریز گل سابق ایم پی اے، پی پی۔34 کی خالی ہونے والی نشست پر چودھری شاہدانجم پی پی۔284، سٹینڈنگ کمیٹی برائے فوڈ میں جناب یاسر رضا ملک سابق ایم پی اے، پی پی۔13 کی خالی ہونے والی نشست پر ملک غلام رضا پی پی۔13، سٹینڈنگ کمیٹی برائے کامرس اینڈ انوسٹمنٹ میں جناب محمد رؤف خالد سابق ایم پی اے، پی پی۔284 کی خالی ہونے والی نشست پر سید احمد مجتبیٰ گیلانی ایم پی اے، پی پی۔206، سٹینڈنگ کمیٹی برائے مینجمنٹ اینڈ پروفیشنل ڈویلپمنٹ میں جناب محمد رؤف خالد سابق ایم پی اے، پی پی۔284 کی خالی ہونے والی نشست پر جناب اعجاز احمد کاہلوں ایم پی اے، پی پی۔34 اور سٹینڈنگ کمیٹی برائے انوائرنمنٹ پروٹیکشن میں جناب اللہ وسایا المعروف چنوں خان لغاری سابق ایم پی اے، پی پی۔259 کی خالی ہونے والی نشست پر محترمہ رعنا رضوی، ڈبلیو۔344 کو منتخب قرار دیا جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 150(A) کے تحت قائدایوان، سینئر وزیر اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے سٹینڈنگ کمیٹی برائے انڈسٹریز میں حاجی ناصر محمود سابق ایم پی اے، پی پی۔111 کی خالی ہونے والی نشست پر حاجی عمران ظفرایم پی اے، پی پی۔111، سٹینڈنگ کمیٹی برائے فارسٹری اینڈ فشریز کی خالی نشست پر سردار میر بادشاہ خان قیصرانی ایم پی اے، پی پی۔240، سٹینڈنگ کمیٹی برائے لیبر اینڈ

ہیومن ریسورسز میں جناب رضوان نوریز گل سابق ایم پی اے، پی پی۔34 کی خالی ہونے والی نشست پر چودھری شاہد انجم پی پی۔284، سٹینڈنگ کمیٹی برائے فوڈ میں جناب یاسر رضا ملک سابق ایم پی اے، پی پی۔13 کی خالی ہونے والی نشست پر ملک غلام رضا پی پی۔13، سٹینڈنگ کمیٹی برائے کامرس اینڈ انوسٹمنٹ میں جناب محمد رؤف خالد سابق ایم پی اے، پی پی۔284 کی خالی ہونے والی نشست پر سید احمد مجتبیٰ گیلانی ایم پی اے، پی پی۔206، سٹینڈنگ کمیٹی برائے مینجمنٹ اینڈ پروفیشنل ڈویلپمنٹ میں جناب محمد رؤف خالد سابق ایم پی اے، پی پی۔284 کی خالی ہونے والی نشست پر جناب اعجاز احمد کاہلوں ایم پی اے، پی پی۔34 اور سٹینڈنگ کمیٹی برائے انوائرنمنٹ پروٹیکشن میں جناب اللہ وسایا المعروف چنوں خان لغاری سابق ایم پی اے، پی پی۔259 کی خالی ہونے والی نشست پر محترمہ رعنا رضوی، ڈبلیو۔344 کو منتخب قرار دیا جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 869 محترمہ نگہت ناصر شیخ!

رائیونڈ میں نئی سبزی و پھل منڈی کی تعمیر میں تاخیر سے آڑھتیوں اور شہریوں کو مشکلات کا سامنا

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ "رائیونڈ میں نئی تعمیر شدہ سبزی منڈی کا معاملہ لٹک گیا۔ 30 سے زائد آڑھتیوں نے سابق ایم این اے سے زمین خرید کر دکانیں بنا لیں۔" رائیونڈ میں کروڑوں روپے کی لاگت سے تعمیر ہونے والی نئی سبزی و فروٹ منڈی کا معاملہ کئی ماہ سے لٹکا ہوا ہے۔ محکمہ زراعت اور زرعی مارکیٹنگ کی جانب سے نئی سبزی و فروٹ منڈی کی باضابطہ منظوری دینے میں تاخیر سے 30 سے زائد آڑھتیوں کا کاروبار داؤ پر لگا ہوا ہے۔ رائیونڈ کے گنجان علاقے میں واقع سبزی منڈی گزشتہ کئی سالوں سے شہریوں کے لئے وبال

جان بنی ہوئی تھی، ٹرکوں کی آمد سے شہر میں ٹریفک کا نظام درہم برہم اور صفائی کا نظام بری طرح متاثر ہونے سے شہریوں نے وزیراعلیٰ کو سبزی منڈی شہر سے باہر منتقل کرنے کے لئے کئی بار درخواستیں کیں اور سڑکوں پر احتجاج کیا جس پر حکومت نے اپنی مدد آپ کے تحت آڑھتیوں کو شہر سے باہر نئی منڈی تعمیر کرنے کی تجویز دی اور مؤقف اختیار کیا کہ محکمہ زراعت کے پاس جگہ خرید کر سبزی منڈی تعمیر کرنے کے لئے فنڈز نہیں ہیں اور پرانی و موجودہ سبزی منڈی ٹاؤن کمیٹی کی ملکیتی جگہ پر چلائی جارہی ہے اور ٹاؤن کمیٹی نے کئی آڑھتیوں کو کرایہ میں اضافہ اور دکانیں خالی کرنے کے نوٹس جاری کر دیئے ہیں اور شہر کی صفائی کو بہتر بنانے کے لئے آڑھتیوں کو متبادل جگہ پر سبزی منڈی منتقل کرنے کی ہدایت کی۔ محکمہ کے بعض افسران کے کہنے پر رائیونڈ کے 30 سے زائد آڑھتیوں نے شہر سے باہر سندر روڈ پر واقع مسلم لیگ ن کے سابق ایم این اے کی زمین اپنی مدد آپ کے تحت خرید کر کروڑوں روپے کی لاگت سے دکانیں تعمیر کر کے نئی سبزی وفروٹ منڈی قائم کی اور کاروبار شروع کر دیا جس سے شہر میں ٹریفک کا لوڈ کم ہونے اور صفائی کا نظام بہتر ہونے سے شہریوں نے سکھ کا سانس لیا۔ محکمہ زراعت کے ڈائریکٹر مارکیٹنگ کے مطابق رائیونڈ میں نئی سبزی وفروٹ منڈی کے لئے حکومت جگہ خرید کر دینے کی پابند ہے مگر اس علاقے میں قیمتی جگہ خریدنے کے لئے فنڈز نہیں ہیں جب تک حکومت نئی سبزی منڈی کے بارے واضح احکامات نہیں دے گی محکمہ آڑھتیوں کے حقوق کو تحفظ نہیں دے سکتا لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ موجودہ سبزی منڈی ٹی ایم اے کی ملکیتی ہے اور شہر کے گنجان آباد علاقے میں واقع ہے جس کی وجہ سے شہر میں ٹریفک اور کوڑا کرکٹ جیسے مسائل کافی حد تک بڑھ گئے ہیں اور آڑھتی بھی اس منڈی کو منتقل کرنے کا بار بار مطالبہ کر چکے ہیں۔ اس امر کے لئے مارکیٹ کمیٹی نے پنجاب زرعی پیداوار کے General Rules 1979 کے قاعدہ 67 کے تحت منڈی کی جگہ کے حصول کے لئے اخبار میں اشتہار دیا لیکن کسی شخص / پارٹی نے مندرجہ بالا قانون کے تحت زمین مہیا نہ کی۔ دریں اثناء محکمہ زراعت زرعی مارکیٹنگ حکومت پنجاب کی طرف سے private sector میں غلہ منڈیوں اور سبزی و پھل منڈیوں کے قیام کی اجازت اور طریق کار کا ہدایت نامہ مورخہ 08-10-29 کو جاری ہوا جس کے تحت میسرز محسن عزیز اور میسرز محمد اسلم چٹھہ نے اپنی درخواست گزاری۔ رقبہ کے لحاظ سے محکمہ نے محمد اسلم چٹھہ کی درخواست موضوع

قرار دی جبکہ اکثریتی آڑھتیان نے محسن عزیز کی جگہ کو منڈی کے قیام کے لئے موزوں تصور کیا۔ابھی یہ معاملہ گورنمنٹ کے زیر غور ہی تھا کہ آڑھتیان نے از خود محسن عزیز کی جگہ پر درخواست گزار کی طرف سے داخل شدہ نقشہ پر از خود تعمیرات کر کے کاروبار شروع کر دیا۔اس غیر قانونی عمل کا نوٹس لیتے ہوئے محکمہ نے آڑھتیان کے لائسنس منسوخ کر دیئے بلکہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے ان ناجائز تعمیرات کا قانونی نوٹس لیتے ہوئے تعمیر کنندگان کے خلاف مقدمہ بھی درج کروایا جس پر فریقین کے درمیان سول اور ہائی کورٹ میں litigation کا آغاز ہوا جو تاحال جاری ہے۔اندریں حالات گورنمنٹ اب بھی رائیونڈ میں سرکاری منڈی کی تعمیر کے لئے funds کے انتظام کے لئے کوشش کر رہی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! گورنمنٹ رائیونڈ میں سرکاری منڈی کے قیام کے حوالے سے جو کوشش کر رہی ہے اس منڈی کا قیام کب تک ہو جائے گا کیونکہ ان آڑھتیوں کے کاروبار کا نقصان ہو رہا ہے اور اس نقصان کی وجہ سے عوام پر مہنگائی کا بوجھ پڑتا ہے تو حکومت اس منڈی کا قیام کب تک کر دے گی؟

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ زرعی مارکیٹنگ نے اس procedure کو notify کر دیا ہے کہ کیا private sector میں بھی سبزی منڈی یا پھل منڈی بنائی جا سکتی ہے اور اس میں آڑھتیوں کا کوئی بھی ایک گروپ کسی موزوں جگہ کو mark کر کے application دے کر منڈی کا قیام عمل میں لا سکتے ہیں۔اب اس میں ہوا یہ ہے کہ ان آڑھتیوں نے یہ عمل تو کیا لیکن اس کی منظوری حاصل نہیں کی انہیں چاہئے کہ اتنی لمبی چوڑی litigation کی بجائے وہ آج بھی محکمے کے ساتھ بیٹھ کر اس مسئلے کو resolve کر کے وہاں پر منڈی کا قیام عمل میں لے آئیں۔

جناب سپیکر: disposed of۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 872 بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔محترمہ! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

چیک اینڈ بیلنس کا مؤثر نظام نہ ہونے کی وجہ سے لاہور میں مردہ گوشت کی سر عام فروخت

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق "قانون میں ترمیم کی جائے، مردہ جانوروں کا گوشت فروخت کرنے والوں کو کڑی سزا ملنی چاہئے۔ لوڈشیڈنگ کا جواز بنا کر چوزے کی قیمت بڑھا دی گئی" مردار گوشت فروخت کرنے والوں کے خلاف قانون میں ترمیم کی جائے جبکہ ایسا گوشت فروخت کرنے والوں کو کڑی سے کڑی سزا ملنی چاہئے۔ پولٹری کا کاروبار اب ایسے ہاتھوں میں چلا گیا ہے جہاں ان کی اجارہ داری بن گئی ہے۔ مٹن اور بیف کی قیمتوں میں اضافہ کی بڑی وجہ ایکسپورٹ ہے۔ مضر صحت گوشت فروخت اور ٹرانسپورٹ کرنے والوں کے خلاف اسمبلی سے قانون آنا چاہئے۔ لوڈشیڈنگ کا جواز بنا کر چوزے کی قیمت -/2روپے سے بڑھا کر -/70روپے تک پہنچا دی گئی۔ اب سیلاب کا جواز بنا کر دودھ اور گوشت کی قیمت shoot up کی جائے گی۔ پولٹری کا کاروبار اب ایسے ہاتھوں میں چلا گیا ہے جہاں یہ مناپلی بن گیا ہے وگرنہ پہلے قیمتیں اوپر جانے کے بعد نیچے بھی واپس آیا کرتی تھیں جہاں تک مضر صحت مرغی کے گوشت کی فروخت کا معاملہ ہے تو اس میں سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اپنی ذمہ داری نہیں نبھا رہی ہے۔ ڈی ڈی او فوڈ سکیورٹی لاہور ڈاکٹر عمران نے کہا کہ لاہور میں تین سلاٹر ہاؤس ہیں، چھ ڈاکٹر ہیں جبکہ پورے ضلع کے لئے صرف ایک گاڑی ہے، جب ریڈ کرنا ہو تو پولیس تعاون نہیں کرتی۔ انہوں نے لوڈشیڈنگ کا جواز بنا کر چوزے کی قیمت -/2روپے سے -/70روپے تک پہنچائی گئی۔ ایک فیڈ بیگ کی قیمت -/750روپے سے بڑھ کر -/1660روپے ہو گئی ہے۔ ڈی ڈی او پولٹری سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور ڈسٹرکٹ ثروت حسین نے کہا کہ اگر عوام غیر معیاری اور مضر صحت گوشت نہ خریدیں تو معاملات بہتر ہو سکتے ہیں۔ بکر منڈی سلاٹر ہاؤس کے انچارج ڈاکٹر محمد شکیل نے کہا کہ لاہور میں ہر ٹاؤن میں Meat Inspectors لگا دیئے گئے مگر انہیں بنیادی سہولیات سٹاف، گاڑیاں اور قانونی تحفظ فراہم نہیں کیا گیا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے Mondayتک pendingکر دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 873بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔ محترمہ!آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

گجرپورہ سکیم میں الاٹیوں کو ایل ڈی اے کی جانب سے تعمیر شدہ مکانوں کو خالی کرنے کے نوٹس کا اجراء

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ LDA کی گجرپورہ چائنا سکیم لاہور میں Aاور Bبلاک میں الاٹیوں نے فائل نمبر GP.BP191/A کے تحت پلاٹس خریدے۔ تمام الاٹیوں نے پلاٹ خریدتے وقت اس بات کی تصدیق کی کہ تمام پلاٹس LDAکے ریکارڈ کے مطابق درست ہیں اور ان کی فائلیں بھی موجود ہیں۔ اس کے بعد ان پلاٹوں پر الاٹیوں نے بھاری رقوم ادا کر کے ان پلاٹس پر مکانات سنگل اور بعض نے ڈبل سٹوری بنا لئے لیکن ڈائریکٹر کالونیز نے بغیر کسی جواز کے مورخہ 19۔اپریل2008 کو تمام پلاٹس cancel کر دیئے اور تمام الاٹیوں کو نوٹس جاری کر دیئے کہ وہ مکانات خالی کر دیں۔ لوگوں نے انصاف کے حصول کے لئے DG-LDA کو درخواستیں دیں لیکن کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ بعد میں انہوں نے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو درخواست دی جس پر میجر آفتاب احمد،P.S.O. To Chief Minister نے لکھا:

> "Please look into the matter given at para "A" and take necessary action, redress under intimation to this Secretariat."

اس کے باوجود محکمہ LDAکے کانوں پر جوں تک نہ رینگی اور معاملہ جوں کا توں ہے اور محکمہ LDA الاٹیوں کو جو اپنے مکانات بنا چکے ہیں اور ان مکانات میں رہائش پذیر ہیں، ان کو مکانات خالی کرنے کے لئے مسلسل pressurize کر رہا ہے۔ میں ایوان کی توجہ اس طرف دلانا چاہتی ہوں کہ یہ غریب لوگ جنہوں نے اپنی تمام عمر کی جمع شدہ پونجی خرچ کر کے پلاٹس خریدے اور ان پر گھر بنا لئے اور

اب ان کو بے دخل کیا جارہا ہے۔ یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب اس طرح سے ہے کہ فائل نمبری GP.BP191/A مسمی محمد جہانگیر نامی شخص کے نام پر مبنی ہے جس میں LDA کے عملہ کی ملی بھگت سے جعلی allocation ہوئی جس پر پہلے سے الاٹ شدہ پلاٹوں کے مالکان نے DG صاحب LDA کو ایک درخواست برخلاف جعلی allocation گزاری جس پر DG LDA نے انکوائری کے آرڈر کئے اور بعد ازاں انکوائری مورخہ 2008-4-19 کو یہ تمام جعلی allocation شدہ پلاٹ منسوخ کر دیئے گئے صرف ایک پلاٹ نمبری 42 بلاک A2 گجرپورہ سکیم میں مسمی محمد وارث ولد عبداللہ کے نام پر ٹرانسفر شدہ ہے جو مورخہ 2003-12-15 کو ٹرانسفر ہوا جو کہ بعد ازاں انکوائری منسوخ ہو چکا ہے۔ باقی ماندہ پلاٹوں میں سے کوئی بھی پلاٹ کسی شخص کے نام ٹرانسفر شدہ نہ ہے اگر کسی شخص نے بغیر ٹرانسفر کرائے نقشہ اور نقشہ پاس کرائے LDA کے پلاٹ پر ناجائز تعمیر کر لی ہے تو اس کو ناجائز تعمیر تصور کیا جائے گا اور غیر قانونی تعمیرات کے خلاف LDA قانونی طور پر کارروائی عمل میں لا سکتا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! ایک بندے کے نام پر مختار نامہ ہوتا ہے۔ گجرپورہ سکیم کے متعلق میں نے پہلے ایک تحریک مدرسے کے حوالے سے دی تھی جو معاملہ کمیٹی کو چلا گیا تھا لیکن آج تک اس پر بھی کچھ نہیں ہو سکا جو بھی فراڈ ہوتا ہے کیا وہ LDA کی ملی بھگت یا اہلکاران کی ملی بھگت کے بغیر ہوتا ہے؟ ایسا ممکن نہیں ہے کہ LDA کے لوگ اس میں شامل نہ ہوں اور کچھ سال گزرنے کے بعد LDA اس پر اپنا claim کر دیتا ہے۔

جناب سپیکر: جب LDA کے لوگ اس میں شامل ہوں گے تو کیا یہ فراڈ نہیں ہو سکتا؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! LDA کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے اسی لئے فراڈ ہوتا ہے کہ LDA کے لوگ شامل ہیں۔

جناب سپیکر: جس کسی نے فراڈ کیا ہے اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جی، بالکل۔

جناب سپیکر: آپ کچھ لکھ کر دیں اور ان کے خلاف کارروائی کروائیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی ایک تحریک دی ہوئی ہے۔ اس پر ابھی تک کوئی action نہیں ہوا اور دو سال سے زیادہ کا وقت ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ ان کو میٹنگ کے لئے time دیں اور ان کی بات غور سے سنیں۔ یہ serious matter ہے۔ اب یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 884 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے۔ جی، محترمہ! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کی عدم توجہ کی بناء پر لائسنس کی تجدید کرائے بغیر ہزاروں ڈاکٹروں کی پریکٹس جاری

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 9۔ دسمبر 2010 کی خبر کے مطابق۔ لاہور پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کی عدم توجہ سے 5 برسوں سے ملک بھر میں تقریباً 7150 ڈاکٹرز نے نئے لائسنس حاصل کئے بغیر اور تجدید کرائے بغیر ہی پریکٹس کر رہے ہیں جبکہ 4 ماہ سے چاروں ریجن میں ڈاکٹروں کی نئی رجسٹریشن کے لئے 5200 کے قریب درخواستیں پڑی ہیں۔ تفصیل کے مطابق 7100 ڈاکٹر، پروفیسر، سرجن، ایسوسی ایٹ، اسسٹنٹ اور میڈیکل آفیسر نئی رجسٹریشن اور تجدید کے بغیر ہی پریکٹس جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ان میں پنجاب کے 3300 ڈاکٹر جن میں لاہور کے 230 ہسپتالوں کے ڈاکٹر بشمول ایم ایس، سرجن، فزیشن، پروفیسر، ایسوسی ایٹ، اسسٹنٹ پروفیسر اور میڈیکل آفیسر ہیں۔ پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کی ناقص کارکردگی سٹاف اور ڈاکٹروں کی خالی اسامیوں پر عدم تعیناتی ڈاکٹروں کی رجسٹریشن بنیادی وجوہات ہیں۔ اس خبر سے عوام الناس میں بہت زیادہ تشویش پائی جاتی ہے چونکہ مندرجہ بالا معاملہ انتہائی سنگین نوعیت کا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب یہ ہے کہ پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل وفاقی حکومت کے ایک آرڈیننس مجریہ 1962 کے تحت قائم کیا گیا ہے اور یہ حکومت پنجاب کے دائرہ اختیار میں نہیں آتا تاہم تحریک میں اٹھائے گئے نکات کی سنگینی کو مدنظر رکھتے ہوئے محکمہ صحت حکومت پنجاب وزارت صحت حکومت پاکستان کی توجہ اس جانب مبذول کروا رہی ہے تاکہ صورتحال میں بہتری لائی جا سکے۔ حکومت پنجاب اپنے ماتحت اداروں میں کام کرنے والے ڈاکٹر حضرات کو اپنی رجسٹریشن میں بروقت توسیع کروانے کے لئے مناسب ہدایات جاری کر رہی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں رانا صاحب کی بات سے اتفاق کرتی ہوں۔ میں جواب سے مطمئن ہوں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چوہان صاحب!

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: محترمہ نے پنجاب میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کا کہا ہے تو میں کارروائی میں درستی چاہتا ہوں کہ اس طرح کی کوئی چیز نہیں ہے جس کو پنجاب میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کہا جائے، صرف پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل ہے اور رجسٹریشن پورے ملک میں ہوتی ہے اور یہ وفاقی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ڈاکٹر رجسٹرڈ ہو کر کام کریں۔ یہ صوبائی حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے۔

جناب سپیکر: انھوں نے notice لے لیا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! انھوں نے مجھے مخاطب کر کے کہا ہے تو میں اپنے بھائی کی تسلی کر دوں کہ یہ اپنے کان ذرا کھول کر بیٹھیں۔ میں نے لاہور پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کی بات کی ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 888 جناب طاہر اقبال چودھری، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ اور ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کی طرف سے ہے۔ تینوں میں سے کوئی بھی موجود نہیں ہے، چلیں، پھر اس تحریک کے مقدر سہی۔ یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 889 محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں، dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 891 محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی ہے۔

گھی اور کوکنگ آئل کی قیمتوں میں بے جا اضافہ سے عوام کو مالی مشکلات کا سامنا

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر مورخہ 11۔دسمبر 2010 کے مطابق "پنجاب حکومت گھی اور خوردنی تیل کی قیمت کنٹرول کرنے میں ناکام" تفصیل یہ ہے کہ پنجاب حکومت کے تمام تر دعوؤں کے باوجود گھی اور کوکنگ آئل کی قیمتوں میں ہفتہ میں دو بار اضافہ کیا گیا اور اس وقت مارکیٹ میں پرچون -/165 تا -/175 روپے فی کلو فروخت کیا جا رہا ہے۔ گزشتہ دو ماہ میں گھی کی قیمتوں میں ریکارڈ اضافہ ہوا۔ صارفین چیخ اٹھے، ریٹ لسٹیں نہ ہونے کے باعث دکانوں میں گھی اور کوکنگ آئل کے ریٹ مختلف ہیں۔ گھی کی قیمتوں میں ہر تین روز بعد اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ اس تمام تر صورتحال کے پیش نظر صوبہ کی عوام میں حکومت کے خلاف شدید غم وغصہ پایا جا رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو next week تک pending فرما دیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اسی issue پر آج بحث رکھی ہوئی ہے لہذا اس تحریک کو pending کرنے کی بجائے بحث میں اس کو discuss کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: چلیں، اگر بحث میں یہ آ جائے گی تو پھر automatically یہ تحریک ختم ہو جائے گی۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ اس کو dispose of فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 892 بھی محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی طرف سے ہے۔

لاہور میں نقشے منظور کرائے بغیر عمارتوں کی تعمیر سے ضلعی حکومت کو کروڑوں روپے کا نقصان

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر مورخہ 11۔دسمبر 2010 کے مطابق "لاہور میں بغیر نقشے عمارتوں کی تعمیر جاری، ضلعی حکومت کو چھ ماہ میں29 کروڑ کا خسارہ" تفصیل یہ ہے کہ ضلعی حکومت کے 9ٹاؤنوں کو رواں مالی سال 11-2010 کے چھ ماہ کے دوران کمرشلائزیشن اور نقشہ فیس کی مد میں 29 کروڑ روپے کے ریکارڈ خسارے کا سامنا ہے۔ اس وقت صوبائی دارالحکومت میں داتا گنج بخش ٹاؤن کی حدود میں واقعہ بہاولپور روڈ، مزنگ روڈ، سانده روڈ، راوی روڈ، لارنس روڈ پر بااثر مالکان نے تمام تر کارروائیوں کے باوجود 16 کے قریب غیر قانونی عمارتوں کی تعمیرات مکمل کر لی ہیں۔ اس طرح سمن آباد ٹاؤن، گلبرگ ٹاؤن، اقبال ٹاؤن، نشتر ٹاؤن، مین پیر غازی روڈ، کھاڑک، پکی ٹھٹھی، ظفر علی روڈ، ٹھوکر نیاز بیگ، ملتان روڈ، سبزہ زار، باگڑیاں، گرین ٹاؤن، رنگ روڈ اور واہگہ ٹاؤن میں فیکٹریوں اور عمارتوں کی غیر قانونی تعمیر جاری ہے۔ مذکورہ بالا تمام تر صورتحال کے پیش نظر عوام میں حکومت کے خلاف شدید غم وغصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جواب اس کا یوں ہے کہ:

1۔ داتا گنج بخش ٹاؤن: داتا گنج بخش ٹاؤن کے جن علاقہ جات کا ذکر کیا گیا ہے وہاں پر کوئی نئی تعمیر بغیر منظور شدہ نقشہ نہ ہو رہی ہے۔

2۔ سمن آباد ٹاؤن: ٹی ایم اے کے Enforcement Inspectors اپنے notified علاقوں میں غیر قانونی تعمیرات کے خلاف PLGO-2001 کی دفعات کے مطابق قانونی کارروائی عمل میں لا رہے ہیں۔

3۔ اقبال ٹاؤن: TMA کی حدود میں واقع کھاڑک ملتان روڈ پر کوئی غیر قانونی عمارت زیر تعمیر نہ ہے۔ ٹھوکر نیاز بیگ پر گورنمنٹ فورینزک سائنس لیبارٹری و آفس بلڈنگ ریسکیو 1122 اور نیب کمپلیکس زیر تعمیر ہیں۔

4۔ گلبرگ ٹاؤن: TMA کے علاقہ میں واقع ظفر علی روڈ پر کوئی کمرشل تعمیر نہ ہو رہی ہے۔

5۔ نشتر ٹاؤن: TMA میں تعمیرات کے متعلق تمام ترکارروائی قانون کے مطابق عمل میں لائی گئی ہے۔

6۔ واہگہ ٹاؤن: واہگہ ٹاؤن کے Town Enforcement Officers قانون کے مطابق غیر قانونی تعمیرات کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لارہے ہیں۔

ڈسٹرکٹ آفیسر (سپیشل پلاننگ) کی رپورٹ کے مطابق سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبری 1153-DO(SP) مورخہ 24-11-2010 کمرشلائزیشن پالیسی مرتب کی۔ اس سے پہلے کمرشلائزیشن پر پابندی لگی ہوئی تھی جس کی وجہ سے کمرشلائزیشن کیسوں پر کارروائی عمل میں نہ لائی جاسکی تاہم یہ بات قابل ذکر ہے کہ سابقہ سال کا بجٹ تخمینہ 120 ملین تھا جبکہ 27 ملین پہلے ہی وصول کئے جاچکے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں اسے press نہیں کرتی۔

جناب سپیکر: محترمہ اسے مزید press نہیں کرتیں لہذا یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 895 اعجاز احمد کاہلوں صاحب کی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے اور ان کی طرف سے کوئی درخواست بھی نہیں آئی لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحاریک التوائے کار نمبر 896 اور 897 بھی اعجاز احمد کاہلوں صاحب کی طرف سے ہیں۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے dispose of کی جاتی ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 899 جناب طاہر اقبال چودھری، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ، محترمہ سیمل کامران صاحبہ، جناب خالد جاوید اصغر گھرال صاحب اور ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کی طرف سے ہے۔ محترمہ! میرے خیال میں تو یہ معاملہ pending at adjudication ہوگا جسے آپ پیش کررہی ہیں۔

نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال لاہور میں انجیو گرافی مشین ودیگر اشیاء کی خرید میں کروڑوں روپے کا گھپلا

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کردی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "پاکستان" مورخہ 13۔دسمبر 2010 کی خبر کے مطابق حکومت پنجاب کے زیر انتظام نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال کے لئے انجیو گرافی کی مشین مبینہ طور پر مہنگے داموں خرید کر لاکھوں ڈالر خُورد بُرد کر لئے گئے ہیں۔ مزید بیس لینڈ ہیگرز کی خریداری میں تقریباً ایک لاکھ ڈالر کا گھپلا ہوا۔

اس طرح مزدور طبقے کی سہولیات کے لئے مختص رقم کو بلاخوف و خطر سر عام لوٹا جارہا ہے اور ان کو علاج معالجے کی سہولت سے محروم کرنے کی سازشیں کی جارہی ہیں۔اس خبر سے عوام میں بے چینی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!جس خبر کا حوالہ معزز ممبر نے دیا ہے تو اس کے سامنے آنے کے بعد اس پر ایک کمیٹی بنائی گئی تھی جس میں ڈی جی انٹی کرپشن، ممبر چیف منسٹر انسپکشن ٹیم عرفان علی صاحب اور پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے چیف ایگزیکٹو ڈاکٹر محمد اظہر صاحب تھے۔اس ٹیم نے ایک detailed inquiry کر کے حکومت کو رپورٹ پیش کی ہے جس کی کاپی اگر محترمہ کہیں گی تو میں ان کی خدمت میں بھی پیش کر دوں گا اور کل ایوان کی میز پر بھی رکھ دی جائے گی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! کمیٹی تو خود ہی بنائی گئی تھی جو انہی کے لوگوں پر مشتمل تھی جس نے انہی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔آخر وزیر محنت سوہنا صاحب جو اسے منظر عام پر لے کر آئے تھے تو کیا وہ جھوٹے تھے،کیا انہوں نے جھوٹ بولا اور کیا انہوں نے غلط بیانی کی تھی اور اس بات کو اتنا زیادہ open کرنے کی کیا وجہ تھی؟ کمیٹی تو انہی لوگوں کی بنائی گئی ہے جو ان کے من پسند تھے اور انہوں نے فیصلہ ان کے حق میں دے دیا۔

جناب سپیکر: کوئی expert ہی اس کی انکوائری کرنے کے بعد opinion دے گا یا میں اور آپ دیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ جن تینوں صاحبان پر یہ کمیٹی مشتمل تھی ان کی integrity اور دیانت کو سبھی جانتے ہیں کیونکہ پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے چیف ایگزیکٹو پروفیسر ڈاکٹر محمد اظہر صاحب، ممبر چیف منسٹر انسپکشن ٹیم عرفان علی صاحب اور جسٹس(ر)کاظم علی ملک صاحب اس کمیٹی کے صحیح طور پر متعلقہ اور پروفیشنل لوگ تھے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! رانا صاحب صحیح کہہ رہے ہیں اور میں ان کی بات سے اتفاق کروں گی۔ اس کا مطلب ہے کہ منسٹر صاحب نے غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا تو پھر کابینہ کی میٹنگ میں انہیں بٹھا کر اس پر بات کی جائے۔

جناب سپیکر: وہ ان کا آپس کا معاملہ ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! نہیں۔ یہ House کا معاملہ ہے۔ ہمارے پنجاب کا معاملہ ہے اور اسے discuss کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: House میں تو آ گیا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپس کا معاملہ نہیں بلکہ یہ House کا معاملہ ہے اور یہ پورے پنجاب کا معاملہ ہے۔

سرکاری کارروائی

آبپاشی پر عام بحث

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب جب رپورٹ پیش کریں گے تو پھر آپ اس کا پتا کر لینا۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب راجہ ریاض صاحب نے آج Irrigation پر ہونے والی بحث کو wind up کرنا ہے۔ جی، فرمائیں!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! محکمہ انہار پنجاب 23ہزار میل لمبی 3096 چھوٹی بڑی نہروں، 13 بیراج، 48 چھوٹے ڈیموں، ایک ہزار سے زائد ڈرینج ٹیوب ویل اور 2100 میل لمبے فلڈ بند پر مشتمل براعظم ایشیا کا واحد ادارہ ہے جو 58 ہزار موگوں کے ذریعے 2 کروڑ 8 لاکھ ایکڑ رقبے کو سیراب کر رہا ہے اور زرعی پیداوار کا 90 فیصد سے زائد حصہ آبپاشی شدہ زمینوں سے حاصل ہوتا ہے۔ زرعی شعبے سے تقریباً آدھی آبادی کو روزگار میسر ہے اور جی ڈی پی میں اس کا حصہ 20 فیصد کے لگ بھگ ہے۔ اس سے ہماری بڑھتی ہوئی آبادی کی خوراک کی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ ہمارے دریاؤں میں تقریباً 70 فیصد پانی مون سون کے تین مہینوں کے دوران آتا ہے اور باقی 9 مہینوں میں صرف 30 فیصد پانی حاصل ہو سکتا ہے جو غیر معمولی موسمی تبدیلی سے اکثر دریاؤں میں

پانی کی دستیابی کم ہو جاتی ہے اس طرح قحط سالی کا خدشہ بھی جنم لیتا ہے۔اس وقت ہماری نہری پانی کی ضروریات120تا150فیصد تک پہنچ چکی ہیں اور سب سے اہم بات۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! راجہ صاحب کو ان باتوں کا جواب دینا چاہئے تھا جو issues یہاں پر raise ہوئے تھے، سیلاب کے دوران پانی کی ہونے والی mismanagement اور پانی کی کمی کی بات ہونی چاہئے تھی۔ ہمیں اس کی history نہیں پوچھنی تھی اور یہ ہمیں history کا لیکچر نہ دیں کہ محکمہ آبپاشی کے اندر کیا ہے بلکہ ہمیں آگے کا vision بتائیں اور سیلاب کے زمانے میں ہونے والی mismanagement کے سلسلے میں اگر ہمیں enlighten کر دیں کہ اس بارے میں کیا ہو رہا ہے اور اس دوران صوبہ کے لوگوں کے ہونے والے نقصان کے بارے میں حکومت آگے کیا کر رہی ہے اور اس کا ذمہ دار کون تھا، کسے اس کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے اور محکمہ نے اس پر کیا انکوائری کی ہے اور اس محکمے کا آگے کا کیا vision ہے؟ Historical prospective کے بارے میں میرا خیال ہے کہ سب لوگوں کو پتا ہے اور سب نے پڑھا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرے بھائی لغاری صاحب کو اگر جلدی ہے اور انہوں نے کہیں جانا ہے تو میں بہت مختصر کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ انہیں کہیں نہیں جانے دیں گے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): اصل میں مسئلہ یہ ہے کہ ایک تو ہم نے ڈیم نہیں بنائے۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے نہیں ڈیم بنائے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہم نے، سب نے اور پوری قوم نے۔

جناب سپیکر: اچھا، اچھا۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی(راجہ ریاض احمد): دوسرا بڑا مسئلہ یہ ہے کہ زمین سے ٹیوب ویل کے ذریعے پانی نکالنے کا طریقہ اتنا مہنگا ہو گیا ہے جو کہ کسان کے بس میں نہیں رہا اور سب سے سستا نہری کا پانی ہے جبکہ بارش کا اس سے بھی سستا ہے۔ خریف کا پانی ہم -/85 روپے فی ایکڑ دے رہے ہیں جبکہ ربیع کا پانی -/50 روپے فی ایکڑ دیا جا رہا ہے اور اس سے آپ اندازہ لگا لیں کہ اس محکمے کی انکم کیا ہے اور ٹیوب ویل کے ذریعے نکالے جانے والے اور محکمہ انہار کے پانی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اس کمی کو کیسے دور کرنا ہے تو اس کے لئے سب سے پہلے تو ڈیم بنانا بہت ضروری ہیں جبکہ سیلاب کے پانی کو روک کر reserve کیا جائے۔ ہم ڈیم بنانے کی طرف جا رہے ہیں، سیلابی پانی کو روک کر reserve کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور نہ ہی ہمارے اتنے مالی وسائل ہیں کہ ہم ان وسائل کے ذریعے اپنے محکمہ میں نہروں اور راجباہوں کو پختہ کرنے، ہیڈ ورکس اور بیراج کی مرمت جیسے انتہائی ضروری کام نہیں کر سکتے۔ پانی چوری کا مسئلہ اس محکمہ کا انتہائی اہم issue بن چکا ہے کیونکہ ہر زمیندار یہ کوشش کرتا ہے کہ اگر میں ٹیوب ویل سے پانی نکالوں گا تو وہ بہت مہنگا ہے تو کسی نہ کسی طریقے سے محکمہ انہار مجھے پانی دے اس لئے وہ چوری کرنے سے بھی باز نہیں آتا۔ ہم نے پانی چوری کو روکنے کے لئے گزشتہ سال 8406 مقدمات درج کروائے، 2030 افراد کو حراست میں لیا گیا اور پانی چوری میں ملوث محکمہ انہار کے 230 ملازمین کے خلاف بھی کارروائی کی گئی۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ کے آنے سے پہلے میں عرض کر رہا تھا کہ ہم نے ڈیم نہیں بنائے، ٹیوب ویل کا پانی بہت مہنگا ہو گیا ہے جبکہ ہم اس کے بدلے بہت سستا پانی دے رہے ہیں اور تیسرا issue پانی کی چوری اور چوتھا ہم نے زمینیں بہت زیادہ آباد کر لی ہیں اور جس کسان نے کسی بھی طریقے سے زمین آباد کر لی ہے تو ان کی سب سے بڑی کوشش یہ ہے کہ میری اس زمین پر محکمہ انہار کا سستا ترین پانی پہنچے۔ یہ issues ہیں اور اب انہیں حل کیسے کرنا ہے تو اس کے لئے ہم ایک تو وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ڈیم بنائے جائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر چودھری عامر سلطان چیمہ نے اپنی نشست پر بیٹھے ہوئے سبز ڈیم بنانے کی آواز نکالی)

جناب سپیکر! میرے پاس ان کی باتوں کے بڑے اچھے جواب ہیں اور میں نے اس جگہ پر بیٹھ کر پی ایچ ڈی کی ہوئی ہے اس لئے مہربانی کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! آپ cross talk نہ کریں بلکہ ان کی بات سنیں۔ جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! فنڈز کی انتہائی کمی ہے اور ہمارے پاس دستیاب فنڈز ایک ارب 74 کروڑ روپے ہیں۔ دوسری دفعہ پچھلے سال 2۔ارب 71 کروڑ روپے دیئے گئے جو اتنے بڑے سسٹم کو چلانے کے لئے انتہائی ناکافی ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بتایا تھا کہ 23 ہزار میل لمبی 3 ہزار 96 نہریں ہیں جن کو ہم maintain کرتے ہیں، بیراج کو maintain کرتے ہیں اور اس کے لئے ہمارے پاس فنڈز بہت ہی ناکافی ہیں۔ آج جو دور آگیا ہے یہ کوئی گھوڑے کا زمانہ نہیں ہے لیکن آج ہمارے پاس اپنے سٹاف کے لئے نہ موٹر سائیکل ہے even سائیکل تک بھی نہیں ہے۔ ہم نے 8 گھنٹے کے لئے ملازم رکھے ہوتے ہیں اور 24 گھنٹے کام لیتے ہیں۔ یہ پولیس کی طرح واحد محکمہ ہے اور ہم نے ان سے agreement کیا ہوتا ہے کہ ہم آپ سے 8 گھنٹے ڈیوٹی لیں گے لیکن ہم ان سے 24 گھنٹے ڈیوٹی لیتے ہیں۔ ہمارے پاس ملازمین کی کمی 30 فیصد ہے۔ ہم نے ایک کوشش کی ہے کہ اب Canal Guard رکھے جائیں کیونکہ اس وقت جو main issue raise ہو چکا ہے وہ نہر کے پانی کی چوری کا ہے۔ اس وجہ سے ہمیں پانی کی کمی کا بہت زیادہ سامنا ہے کیونکہ پانی overall کم ہے۔ ہر آدمی یہ کوشش کرتا ہے کہ وہ چوری کر کے اور کسی کا حق چھین کر پانی حاصل کرے۔ اس وقت ہمارے لئے یہ بہت بڑا چیلنج ہے اس کے لئے ہم Canal Guard رکھ رہے ہیں اور انہیں اسلحہ بھی دیں گے۔ یہاں پر میں یہ بھی عرض کروں گا کہ لوگ آگے سے بہت زیادہ مزاحمت کرتے ہیں۔ ہماری چیف منسٹر صاحب سے اس بارے میں میٹنگ ہوئی تھی کہ ہمیں پولیس ڈیپارٹمنٹ سے لوگ دیئے جائیں اور ان کی pay ہم دیں گے۔ وہ سمری گئی ہوئی ہے اگر وہ منظور ہو کر آگئی تو وہ ہمارے لئے بہت helpful ہو گی۔

جناب سپیکر! اس کی بہتری کے لئے ہمارے پاس ایک راستہ تھا کہ ہم World Bank سے پیسے لیں اور PEDA کی زیر نگرانی کسانوں پر مشتمل تنظیمیں بنائیں۔ وہ تنظیمیں ان نہروں، کھالوں کی دیکھ بھال بھی کریں اور لوگوں سے آبیانہ بھی لیں۔ وہ مقامی لوگ ہوں گے اس لئے وہ بہتر رزلٹ دیں گے۔ وہ ہم نے قائم کیں لیکن بدقسمتی سے جو رزلٹ ہم ان سے چاہتے تھے وہ رزلٹ ہم ان سے حاصل نہیں کر سکے۔ پنجاب میں PEDA کی زیر نگرانی 320 کسان تنظیمیں تشکیل دی گئیں۔ Lower چناب کینال East اور West Circle فیصل آباد میں area board بھی بنائے گئے۔ اس نظام کی

کارکردگی ملی جلی رہی اور ان نئے اداروں کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ پھر اس میں بھی ایک problem آ گئی۔ کھال سے لے کر راجباہ نہر تک یہ سارے الیکشن کے ذریعے آتے ہیں۔ World Bank کے ساتھ ہمارا جو معاہدہ طے پایا تھا اس میں یہ تھا کہ ہم ان کا الیکشن کرائیں گے۔ اب صورتحال یہ ہوئی ہے کہ ہر کھالے اور ہر راجباہ پر جو ہار گئے تھے ان کی اپوزیشن بن گئی ہے۔ جو راجباہ کا FOA ہے وہ اس کا ان داتا بن گیا۔ وہ جس کو چاہے پانی دے اور جس کو چاہے نہ دے اور جس سے چاہے وہ آبیانہ لے یا نہ لے۔ یہ ہماری معاشرتی برائی سامنے آ رہی ہے لیکن ہم اس کے باوجود بھرپور کوشش کر رہے ہیں کہ اس پر قابو پائیں۔ ہم کسانوں کو awareness دیں اور انہیں بتائیں کہ جو تنظیمیں بنائی گئی ہیں ان کے ذریعے سے آپ کو مکمل اختیارات دیئے گئے ہیں۔ آپ کو یہ سن کر حیرانی ہو گی کہ جہاں یہ تنظیمیں کام کر رہی ہیں وہاں نہ محکمے کا XEN ہے، SDO ہے، Overseer ہے اور نہ بیلدار ہے۔ وہ مکمل طور پر independently کام کر رہے ہیں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ مکمل independent کرنے کے باوجود بدقسمتی سے وہ مخالف پارٹیوں کو نیچے لگا دیتے ہیں۔ یہ ہمیں problem آ رہی ہے اور ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ اس کو حل کریں۔ اس کے لئے ہم نے ایک free help line بھی دی ہوئی ہے جو یہ ہے 080011333۔ اگر کسی دوست کو کوئی شکایت ہو تو وہ اس help line پر کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! ارسا پانی کی تقسیم کا ایک ادارہ ہے اور وہ 1991 کے accord کے تحت پانی تقسیم کرتا ہے وہاں پر بھی ہمیں کافی problems ہیں۔ ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ ارسا سے معاملات طے پا جائیں اور ہمیں وہاں کامیابی بھی ہوئی ہے۔ ہم نے پچھلے دنوں اس پر کافی احتجاج بھی کیا تھا اور ہمیں اس پر کامیابی بھی ہوئی ہے۔ اب اللہ کے فضل سے ارسا سے معاملات پہلے کی نسبت کافی بہتر طے پا گئے ہیں۔ جب بھی یہاں بات ہوتی ہے تو اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ ہم ارسا سے اپنا حصہ نہیں لے سکے۔ Problems ضرور آتے ہیں اب یہ problems کم آئیں گے کیونکہ اس کی ایک وجہ تھی اور اب وہ وجہ ختم ہو گئی ہے۔ اب اگر کوئی problem آیا تو پنجاب کا بھرپور دفاع کیا جائے گا اور پنجاب کے حصے کا پانی پنجاب کو لے کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! یہاں پر قائد حزب اختلاف نے منگلا مرالا لنک کینال کی تعمیر کے بارے میں بات کی تھی۔ میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ یہ واپڈا کے دائرہ اختیار میں ہے اور یہ پنجاب حکومت کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے لیکن پنجاب حکومت اس کی افادیت کے پیش نظر اس کی فوری تعمیر کی پرزور

سفارش کرتی ہے۔ سیلابی پانی ذخیرہ کرنے کے لئے اور ڈیم بنانے کے لئے بھی ہم وفاقی حکومت سے رجوع کر رہے ہیں۔ ڈیم بنانے کے بارے میں اس اسمبلی سے متفقہ طور پر قرارداد بھی پاس ہو چکی ہے۔ صوبے میں کسانوں کی بہتری کے لئے اور کسانوں تک پانی کی رسائی کے لئے مزید جو بھی اقدامات کرنے پڑیں وہ کئے جائیں گے۔ کیونکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے اور agriculture کے ذریعے ملک کی معاشی صورتحال کو بہتر کرنے کے لئے یہاں پر بہت مواقع ہیں۔ Agriculture کی ریڑھ کی ہڈی پانی ہے۔ اگر ہم زمیندار کو پانی نہیں دیں گے، ہم زمیندار کو فصلوں کے لئے، ایک اور وجہ ہے جس کی پنجاب میں problem آ رہی ہے کہ پنجاب میں گنا اور چاول کی کاشت بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ یہ دونوں فصلیں بہت زیادہ پانی demand کرتی ہیں۔ اس کے لئے پھر وہی چوری والا سسٹم بنایا جاتا ہے۔ آپ اس کا ریکارڈ نکال کر دیکھیں کہ کئی گنا گنے اور چاول کی فصل بڑھی ہے کیونکہ rate اچھے ہیں۔ اس وقت صوبے کو پانی کی شدید قلت ہے۔ اس کے باوجود ہم کوشش کرتے ہیں کہ صوبے میں زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پانی پہنچایا جائے۔ میں یہاں پر ایک بات بتاتا چلوں آپ حیران رہ جائیں گے کہ تقریباً 12 سے 13 سال ہو گئے ہیں نئے outlets پر ban ہے۔ یہ ban پچھلی حکومت میں بھی تھا اور اب بھی ہے۔ ہزاروں لوگ میرے پاس، سیکرٹری صاحب کے پاس اور چیف منسٹر صاحب کے پاس آتے ہیں کہ ہمیں نئے outlets کی اجازت دی جائے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمارے پاس پہلے ہی پانی 30 فیصد کم ہے ہم آپ کو کیسے پانی دیں؟ اسی لئے ہم نے ban لگایا ہوا ہے۔ ایک وجہ اور ہے کہ جب یہ محکمہ بنا تھا تو اس وقت ایک اصول تھا وہ یہ تھا کہ اگر کسی کے پاس ایک مربع زمین ہے تو وہ ساڑھے بارہ ایکڑ پر کاشت کرے گا اور ساڑھے بارہ ایکڑ خالی رکھے گا۔ اس کو ساڑھے بارہ ایکڑ کا پانی ملتا تھا۔ اب یہ ہوا ہے فصلوں کے اتنے rates ہیں، میں بطور زمیندار زمین کے حوالے سے بتاتا ہوں کہ اگر 6 مہینے کا وقفہ دیا جائے تو وہ زمین double پیداوار دیتی ہے۔ اب trend یہ بن گیا ہے کہ وقفے والا تصور ختم ہو گیا ہے۔ ساڑھے بارہ ایکڑ کے لئے جو پانی منظور ہے اس پانی سے زمیندار پورا مربع کاشت کرتا ہے۔ چار چار فصلیں لگاتا ہے۔ چاول لگاتا ہے، آلو لگاتا ہے، مکئی لگاتا ہے اور گندم لگاتا ہے۔ تین تین، چار چار فصلیں حاصل کرتا ہے اور وہ حاصل کہاں سے کرتا ہے؟ وہ پانی ہے جو اسے ہم انتہائی سستا دے رہے ہیں جو ہمارے پاس بہت کم ہے لیکن ہماری یہ کوشش ہے کہ اس پانی کے حوالے سے وفاقی حکومت سے رابطہ کریں اور ایسے وسائل پیدا کئے جائیں کہ جس کو صوبے کی عوام کی استطاعت تک رسائی حاصل ہو سکے۔ دوران سیلاب مظفر گڑھ کے علاقے میں اخباروں میں بھی خبریں آئیں جو ابھی میرے بھائی چیمہ صاحب نے بھی

عرض کیا ہے اس کے لئے ایک کمیٹی جسٹس صاحب کی سربراہی میں کام کر رہی ہے اور ایک محکمانہ کمیٹی جو چیف منسٹر صاحب نے تشکیل دی تھی وہ بھی اس پر کام کر رہی ہے۔ان کی reports آنے کے بعد اگر کسی آدمی کی اس میں غلطی ہوئی یا کسی جگہ پر کسی سے کوتاہی ثابت ہوئی تو اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ایک بہت بڑا سیلاب تھا اور پاکستان کی تاریخ میں بڑے سیلابوں میں سے ایک تھا، وہاں پر بنیادی وجہ جو میں سمجھتا ہوں وہ یہ تھی کہ پانی کی مقدار اتنی زیادہ تھی کہ وہاں پر اس کو کنٹرول کرنا کسی انسانی بس میں نہیں تھا لیکن اس کے باوجود انکوائری ہو رہی ہے جو ان کی reports آئیں گی ان میں جس کی بھی کوتاہی ظاہر ہو گی اس کے خلاف حکومت action لے گی۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں ایک دفعہ پھر اس ہاؤس کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اس کی بہتری کے لئے جو ہمارے پاس وسائل موجود ہیں تو ان محدود وسائل میں رہتے ہوئے ہم یہ کوشش کریں گے کہ صوبہ پنجاب کو بہتر سے بہتر طریقے سے پانی مل سکے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حسن مرتضیٰ صاحب! پہلے میاں صاحب کھڑے ہیں تو اس کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ۔ جناب وزیر آبپاشی صاحب نے جو ایوان میں بیان دیا ہے۔ وہ جزوی طور پر درست ہے کہ ہم نے ڈیم نہیں بنائے، پانی کی کمی یا نہری پانی کا سستا ہونا یہاں تک تو بات درست ہے لیکن کچھ باتیں حقائق کے مطابق نہیں ہیں۔ زمینی حقائق یہ ہیں کہ پانی کی کمی تو ہے لیکن rotational programmes میں کوئی justification نہیں ہے۔ پھر یہ کہا گیا ہے کہ کاشت 100 فیصد کر لی گئی ہے۔ میں وزیر آبپاشی کو یہ چیلنج کرتا ہوں کہ وہ یہ ثابت کریں کہ جتنی کاشت ہوئی کاشتکار اپنے ذرائع سے کڑوے پانی لگا کر کر رہا ہے کتنا نہری پانی ان کو دیا جاتا ہے سب جانتے ہیں؟ کاشتکار کو زیر کاشت زمین کا بھی آبیانہ دینا ہوتا ہے اور غیر کاشت شدہ زمین کا بھی آبیانہ دینا ہوتا ہے۔ شاید ان کو اس کے بارے میں مناسب طریقے سے بریف نہیں کیا گیا۔ میں اس بات کو چیلنج کرتا ہوں اور دوسری

بات یہ ہے کہ ڈیم ہم نے نہیں بنائے، ہندوستان کو ڈیم بنانے کی کس نے اجازت دی ہے؟ یہ دریاچناب جو سردیوں میں بھی خشک نہیں ہوتا تھا اب گرمیوں میں بھی خشک پڑا رہتا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! میری ذرا عرض سن لیں۔ ایوان میں منسٹر صاحب نے wind up speech کی ہے۔ آپ کے پاس یہ جتنے points تھے جب اس پر بحث ہو رہی تھی یہ آپ کو وہاں پر point out کرنے تھے۔ باقی معزز ممبران بھی اگر آبپاشی پر بحث کرنا چاہتے ہیں تو اس پر بات نہیں ہو گی کیونکہ wind up speech سینئر منسٹر صاحب کر چکے ہیں۔ اب آپ کے جو بھی points ہیں وہ لکھ کر ان کو دے دیں وہ ان کو دیکھ لیں گے۔ جب ہاؤس شروع ہوا تھا تو یہاں ایوان میں مہنگائی پر کچھ معزز دوستوں نے speech کرنا چاہی تھی تو اس پر پھر سپیکر صاحب نے کہا تھا کہ جب منسٹر صاحب wind up speech کر لیں گے تو اس کے بعد اس پر بات ہو گی تو اس حوالے سے جن دوستوں نے نام دیئے ہیں۔ میں ان کو باری باری بلاؤں گا۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

کورم کی نشاندہی

جناب شہریار علی خان: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم پوائنٹ آؤٹ کیا گیا ہے اس لئے گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جی، کورم کی نشاندہی شہریار علی خان صاحب نے کی تھی،

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہذا اب اجلاس بروز منگل مورخہ 4۔جنوری 2011 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔